تحفہ شہزادہ ویلز

از

سیّدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِرُ

ہمارے ملک معظّم کے شہزادہ اور مملکت برطانیہ کے ولی عہد!

میں آپ کو اپنی جماعت کے تمام افراد کی طرف سے ان کے امام اور بانیٔ سلسلہ کے خلیفہ ہونے کی حیثیت سے ہندوستان میں آنے پر مبارک باد دیتا ہوں اور آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جماعتِ احمدیہ حکومتِ برطانیہ کی کامل وفادار ہے اور انشاء اللہ وفادار رہے گی۔

جماعت احمدیہ جس وقعت اور جس محبت اور جس پیار کی نظر سے تاجدار برطانیہ کو دیکھتی ہے اس کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو کسی کو نہایت عزیز اور محبوب رکھتے ہوں اور اس کے اور ان کے درمیان جدائی اور فراق کی ناقابل عبور خندق ہو جس کے عبور کرنے کا خیال بھی ان کے ذہن میں نہ آسکتا ہو کہ اتنے میں وہ جس کی محبت ان کے دلوں پر نقش تھی اور جس کے ملنے کی انہیں اُمید نہ تھی اچانک خود ان کے پاس آپہنچے اور فراق کو وصل سے اور جُدائی کو لقاء سے بدل دے۔

شہزادۂ معظم! آپ جماعت احمدیہ کے قلبی تعلق کا کسی قدر اندازہ اس امر سے لگا سکتے ہیں کہ جب اس جماعت نے دیکھا کہ وہ کسی طرح بھی جناب کو اپنے مرکز میں نہیں بلا سکتی اور آپ کی ملاقات سے مسرور الوقت نہیں ہو سکتی تو اس کے سات ہزار سے زیادہ نمائندوں نے جو دسمبر کے آخر ہفتہ میں

مرکز سلسلہ قادیان میں سالانہ جلسہ کے لئے جمع ہوئے تھے میری تحریک پر اس امر کا فیصلہ کیا کہ ان کی طرف سے ایک تحفہ جناب کے سفر ہندوستان کی تقریب پر جناب کی خدمت میں پیش کیا جائے اور یہ تحفہ اس قسم کا ہو جس قسم کا تحفہ کہ سلسلہ احمدیہ کے بانی نے جناب کی جدّہ مکرمہ ملکہ وکٹوریہ کو بھیجا تھا اور انہوں نے کمال شوق سے اس کو قبول کیا اور اس پر خوشنودی کا اظہار فرمایا تھا۔ اس تجویز کے پیش ہونے پر غریب اور امیر سب نے یک زبان ہو کر اس میں حصہ لینے کی خواہش ظاہر کی اور ہر ایک کا دل اس فرحت سے بھر گیا کہ اگر وہ آپ کو اپنے گھر پر نہیں بلا سکتا تو کم سے کم اس تحفہ کے ذریعہ سے وہ اپنے خلوص کی یاد ہمیشہ کے لئے آپ کے دل میں تازہ کرتا رہے گا۔

میرے مکرم شہزادہ! یہ تحفہ ان چیزوں سے بنا ہؤا نہیں جو زمین کی ہیں اور جن کے متعلق ڈر رہتا ہے کہ چور ان کو چُرا لے جائے یا زمین کے کیڑے اس کو کھا جائیں نہ یہ تحفہ ایسا ہے کہ جو آپ کے والد مکرم کے وسیع خزانوں میں ملتا ہو بلکہ یہ تحفہ ایسا نایاب ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام بادشاہوں کے خزانے اس سے خالی ہیں اور بڑے بڑے بنکوں کی مجموعی دولت اس کے خریدنے سے قاصر ہے۔

اے شہزادۂ عالی قدر! یہ تحفہ ایسا نادر ہے کہ باقی اموال اور امتعہ کی طرح مرتے وقت اسے اسی دُنیا میں چھوڑ کر جانا نہیں پڑتا بلکہ یہ مرنے کے بعد بھی انسان کے ساتھ جاتا ہے اور اس جہان میں نہیں بلکہ اگلے جہان میں بھی کام آتا ہے۔

اے شہزادہ ذی مرتبت! پھر یہ ایسا تحفہ نہیں کہ مرنے والے کے ساتھ چلا جائے اور پچھلے اس سے محروم رہ جائیں بلکہ یہ تحفہ اپنے اندر تقسیم در تقسیم کی خاصیت رکھتا ہے اور جس کے پاس یہ ہوتا ہے نہ صرف دونوں جہانوں میں اس کا ہی ساتھ دیتا ہے بلکہ اس کی اولاد اور پس ماندگان سے بھی علیحدہ نہیں رہتا اور باوجود تقسیم ہونے کے اس میں کمی نہیں آتی۔

اے شہزادہ والا شان! اس تحفہ کی یہ خاصیت ہے کہ یہ جس کے پاس ہو اس کا دل مضبوط ہو جاتا ہے اور اس کے اندر آسمانی نور کا دہانہ آکر کُھل جاتا ہے اور وہ شخص ہر قسم کی تاریکی سے بچ جاتا ہے اور خدا کے فرشتے اس پر رحمت کے پروں کا آکر سایہ کرتے ہیں اور اگر وہ پہاڑوں کو کہے کہ چلو تو وہ چلنے لگتے ہیں اور اگر وہ دریاؤں کو کہے کہ مجھے اپنے اوپر چلنے دو تو وہ اسے چلنے دیتے ہیں اور اگر بیماروں کو کہے کہ اچھے ہو جاؤ تو وہ اچھے ہو جاتے ہیں اور دلوں کے اندھے اس کے کہنے کے مطابق دیکھنے لگتے ہیں اور روحانی مردے اس کے حکم پر زندہ ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور

بے کیف پانی اس کے اشارہ پر شراب سے زیادہ دماغ کو مست کرنے والا ہو جاتا ہے۔
یہ تحفہ کیا ہے؟ یہ وہی ہدایت ہے جو خدا کے برگزیدوں کی معرفت آدمؑ سے لے کر اب تک دنیا کو ملتی رہی ہے اور جس کے ذریعہ سے نوحؑ نے اپنے دشمنوں پر فتح پائی اور موسیٰؑ نے فرعون مصر کو غرق کیا اور بنی اسرائیل کو مصر کی سرزمین سے نکال لایا اور داؤدؑ نے جنگل کے درندوں اور ہوا کے پرندوں کو اپنا ہمنوا بنایا اور یسوع مسیح نے روح القدس کو اپنی طرف کھینچا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام نے جلا وطن ہونے کے بعد اپنے مخالفوں کو زیر کیا اور طاقت پا کر اپنے دشمنوں کو معاف کیا اور بادشاہ ہو کر غریبوں، مسکینوں اور ناداروں کی سی زندگی بسر کی اور اپنی عمر کو ان کی خدمت میں صرف کر دیا جو دنیا میں چھوٹے سمجھے جاتے تھے مگر خدا کی نظر میں ایسے ہی معزز تھے جیسے کہ زبردست سے زبردست بادشاہ۔
اے مکرم شہزادہ! مگر پیشتر اس کے کہ مَیں اس تحفہ کو آپ کی خدمت میں پیش کروں بہتر معلوم ہوتا ہے کہ مَیں آپ کو بتا دوں کہ اس تحفہ کے پیش کرنے والے نہ تو کوئی معمولی آدمی ہیں اور نہ ان کا اس تحفہ کو پیش کرنا کسی دنیوی غرض کو مدنظر رکھ کر ہے۔ کیونکہ یہ تحفہ اس جماعت کی طرف سے پیش ہؤا ہے جو اپنے طریق عمل سے اس امر کو ثابت کر چکی ہے کہ وہ اس وقت تمام حکومت برطانیہ میں سب سے زیادہ وفادار ہے اور سب سے زیادہ بے غرض ہے۔ اگر عزت اور وقار کا صرف دولت ہی معیار نہیں ہے بلکہ صادق اور راست باز دل بھی کوئی قدر رکھتا ہے تو پھر میں کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے والد مکرم کی رعایا میں سے سب سے زیادہ معزز اور مکرم جماعت کی طرف سے یہ تحفہ آپ کی خدمت میں پیش ہوتا ہے۔ بیشک اس کی جیبیں سونے اور چاندی کے سکوں سے خالی ہیں مگر کون کہہ سکتا ہے کہ انسان صرف سونے اور چاندی سے ہی مالدار ہوتا ہے؟ انسان خدا کے کلام سے بھی بلکہ خدا کے کلام سے ہی مالدار بنتا ہے۔ بے شک اس کے نام معزز القاب سے خالی ہیں مگر کیا بندوں کے دیئے ہوئے خطابوں سے خدا کے دیئے ہوئے القاب زیادہ عزت نہیں رکھتے بلکہ حقیقتاً تمام عزتوں کا موجب وہی نہیں ہوتے؟ ہاں۔ بے شک اس کے قبضہ میں وسیع جائدادیں اور زرخیز علاقے نہیں ہیں مگر خدا پر ایمان لانے والے کے دل سے زیادہ وسیع کون سا ملک ہے؟ اور خدا تعالیٰ کے عشق میں چُور ہونے والے کے دماغ سے زیادہ کونسا زرخیز علاقہ ہے؟ بیشک جو تحائف خوش آمدید آپ کو پہلے مل چکے ہیں وہ بہت بڑے بڑے لوگوں کی طرف سے تھے مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ جو آسمان کی بادشاہت میں سب سے چھوٹے ہیں وہ

ان بڑے لوگوں سے بڑے ہیں۔

اے شہزادۂ مکرم! یہ تحفہ اس جماعت کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے جس نے تیس سال سے زیادہ عرصہ تک آپ کی دادی آنجہانی علیا حضرت ملکہ وکٹوریہ اور ان کے بعد آپ کے دادا آنجہانی شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم اور پھر آپ کے مکرم و معظم والد اپنے موجودہ بادشاہ کی وفاداری اور اطاعت میں اپنوں اور بیگانوں سے گوناگوں تکالیف اُٹھائی ہیں اور اس کے بدلہ میں وہ حکومت سے کبھی بھی کسی صلہ کی طالب نہیں ہوئی۔

اس جماعت کا شروع سے یہ دستور العمل رہا ہے کہ حکومت وقت کی فرمانبرداری کرے اور ہر ایک قسم کے فتنہ اور فساد سے بچے اور اس کے بانی نے ان شرائط میں جن پر عمل کرنے کا وعدہ کرنے پر ہی کوئی شخص اس سلسلہ میں شامل ہو سکتا ہے یہ شرط بھی رکھی تھی کہ حکومت وقت کی پوری فرمانبرداری کی جائے اور بغاوت کے تمام راستوں سے اجتناب کیا جائے۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل میں اس جماعت کے افراد نے ہمیشہ فتنہ اور فساد سے اپنے آپ کو الگ رکھا ہے اور بہت سے دوسرے لوگوں کے لئے بھی نمونہ بنی ہے۔ آج سے کچھ سال پہلے مسلمانوں میں سے وہ طبقہ جو علماء کے قبضہ میں تھا گو وہ عملاً امن پسند تھا اور گورنمنٹ کے راستہ میں کسی قسم کی رکاوٹیں نہ ڈالتا تھا مگر علماء کی تعلیم کے ماتحت وہ اس امر کو بالکل پسند نہیں کرتا تھا کہ کوئی شخص عقیدۃً اس امر کو تسلیم کرے کہ کسی غیر مذہب کی حکومت کے نیچے مسلمان اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ رہ سکتے ہیں اور چونکہ یہ جماعت نہ صرف عملاً ہر قسم کے فساد کے طریقوں سے دُور رہتی تھی بلکہ عقیدۃً بھی حکومت وقت کی فرمانبرداری کو ضروری جانتی تھی اور دوسروں کو بھی یہی تعلیم دیتی تھی اس بات کو نہایت بُرا منایا جاتا تھا اور بعض نادان علماء یہ خیال کرتے تھے کہ اس قسم کی تعلیم کی اشاعت سے مسلمانوں کے ہاتھ سے وہ حربہ نکل جائے گا جس کے ذریعہ سے وہ اسلام کی زندگی کو بچائے ہوئے ہیں اور جس کے سہارے پر ہی آئندہ کی ترقیات کی اُمیدیں قائم ہیں اور اس وجہ سے وہ اس جماعت کو طرح طرح کے دُکھ دیتے تھے اور نقصان پہنچاتے تھے اور انہوں نے فتویٰ دیدیا تھا کہ اس جماعت کے افراد کے ساتھ بولنا یا ان سے سلام کرنا یا ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کرنا بالکل منع ہے بلکہ جو شخص ان کے ساتھ ہاتھ بھی ملائے وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا اور اس کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے گا جو ایک غیر مسلم سے ہونا چاہئے۔

عوام الناس کا ایک حصہ چونکہ اس قسم کی جوش دلانے والی باتوں سے متأثر ہو جایا کرتا ہے یہ حربہ اس جماعت کے خلاف ایک حد تک کامیاب ثابت ہؤا یعنی عوام الناس کے جوش اس جماعت کے

خلاف بھڑک اُٹھے اور اس کے افراد کو طرح طرح سے دُکھ دیئے گئے اور تکالیف پہنچائی گئیں اور وہ گھروں سے نکالے گئے اور عدالتوں میں ان کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کئے گئے اور ان کے نکاح جبراً توڑ دیئے گئے اور بعض جگہ ان کی عزیز اولادیں ان سے چھین لی گئیں اور مار پیٹ کی قسم سے بدنی تکالیف بھی بہت جگہ پر پہنچائی گئیں اور ان کی عزتوں پر بھی حملے کئے گئے مگر انہوں نے خدا تعالیٰ کے جلال کے اظہار کے لئے اور اسلام کی تعلیم کے قائم کرنے کے لئے یہ سب کچھ برداشت کیا لیکن اس گورنمنٹ کے خلاف جو گو ایسا مذہب رکھتی تھی جسے اس جماعت کے مذہب کے ساتھ سب سے زیادہ اختلاف تھا لیکن سیاستاً ایک امن پسند حکومت تھی کسی قسم کی بدی اپنے دل میں رکھنی پسند نہ کی اور ہمیشہ اس کی نیکیوں کا اظہار کیا اور اس کی کمزوریوں سے چشم پوشی کی تا دُنیا میں امن قائم ہو اور وہ غرض پوری ہو جس کے لئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے تھے یعنی دُنیا میں امن قائم کر کے سب قوموں کو یکجا جمع کیا جائے۔

امن پسندی اور حکومت کی وفاداری کی تعلیم کے نتیجہ میں صرف اسی قدر اس جماعت نے دُکھ نہیں اُٹھایا بلکہ جہاں اس کے مخالفوں کو طاقت حاصل تھی وہاں اس سے بہت زیادہ دردناک سلوک اس سے کیا گیا۔ چنانچہ افغانستان میں ہمارے دو آدمیوں کو صرف اس لئے شہید کیا گیا کہ وہ بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کے مطابق مذہبی جنگوں کے معتقد نہیں تھے۔ ان میں سے ایک صاحب افغانستان کے ایک زبردست عالم تھے اور امیر حبیب اللہ خان صاحب سابق فرمانروائے افغانستان کی تاجپوشی کی رسم انہوں نے ہی ادا کی تھی۔ ان کو امیر حبیب اللہ خان صاحب نے صرف اسی جُرم میں قتل کروا دیا اور قتل بھی کسی معمولی طریق سے نہیں بلکہ چاروں طرف آدمی کھڑے کر کے پتھر مار مار کر ان کو شہید کیا۔

اس دردناک واقعہ کے متعلق فرنک اے مارٹن FRANK A. MARTIN جو حکومت افغانستان کے انجینئر انچیف کے عہدہ پر ایک لمبے عرصہ تک متعین رہے ہیں۔ اپنی کتاب "انڈر دی ابسولیوٹ امیر" UNDER THE ABSOLUTE AMIR میں یوں لکھتے ہیں:۔

"چونکہ یہ مولوی صاحب (صاحبزادہ عبداللطیف صاحب) تعلیم دیتے تھے کہ مسلمانوں کو چاہئے کہ مسیحیوں کو بھی بھائی سمجھیں اور ان کو واجب القتل کافر نہ خیال کریں اس لئے اگر ان کی تعلیم کو مان لیا جاتا تو امیر کا بڑا ہتھیار یعنی مذہبی جنگوں کا اعلان جسے وہ انگریزوں اور روسیوں کے خلاف استعمال کر سکتا تھا باطل ہو جاتا تھا پس جب امیر کو

مولوی صاحب کا حال معلوم ہوا تو اس نے ان کو واپسی کا حکم دیا جس پر وہ ہندوستان سے واپس آگئے اور راستہ میں نئے عقیدے کی تعلیم دیتے چلے آئے مگر جونہی وہ اندرون ملک میں آگئے ان کو قید کر لیا گیا۔" [۴]

مسٹر مارٹن لکھتے ہیں کہ جب ملانوں نے ان کے سزا دینے کی کوئی وجہ نہ پائی تو

"امیر نے پھر کہا کہ اس آدمی کو ضرور سزا ملنی چاہئے اور پھر ان کو علماء کے پاس بھیجا گیا اور کہا گیا کہ وہ ایک کاغذ پر جس پر یہ مضمون لکھا ہو کہ وہ مُرتد ہو گیا ہے اس لئے واجب القتل ہے دستخط کر دیں۔ پھر بھی علماء میں سے اکثر نے یہی کہا کہ وہ مذہب کے خلاف کسی جُرم کے ارتکاب کے الزام سے بری ہے لیکن دو مُلّاں جو سردار نصر اللہ خان کے دوست تھے اور ان کو اس نے اپنے ساتھ ملا لیا تھا انہوں نے ان کی موت کا فتویٰ لکھ دیا اور ان دو مولویوں کے فتوے کی بناء پر امیر نے ان کی موت کا حکم دیا اور وہ سنگسار کئے گئے۔" [۵]

مسٹر مارٹن مولوی صاحب کی شخصیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ

"ان کے متبعین بڑی تعداد میں تھے اور بڑے طاقتور لوگ ان میں شامل تھے۔" [۶]

گو کچھ عرصہ کے بعد ان تکالیف میں ایک عرصہ کے لئے کمی آگئی تھی مگر جب ہندوستان میں سیاسی تحریک کی ابتداء ہوئی اور وزیر ہند صاحب کے آنے پر ہماری جماعت نے بڑے زور سے اس امر کو پیش کیا کہ برٹش گورنمنٹ کا استحکام اس ملک کے لئے ایک برکت ہے تو پھر اس جماعت کے خلاف جوش پیدا ہو گیا اور ہمیں اس کی پہلے ہی سے امید تھی اور مَیں نے وزیر ہند صاحب سے بموقع ملاقات کہہ دیا تھا کہ آپ دیکھیں گے کہ اس کے بعد ہماری مخالفت ملک میں بہت بڑھ جائے گی۔ اس دفعہ لوگوں کے جوش نے ایک اور صورت اختیار کی اور بعض علاقوں میں بچوں کو سکولوں سے روک دیا گیا اور وہ تعلیم کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھ رہنے پر مجبور ہو گئے اور ایک جگہ تو ایک احمدی عورت کی لاش قبر میں سے نکال کر کتوں کے آگے ڈال دی گئی اور اگر فوراً مدد نہ پہنچ جاتی تو قریب تھا کہ اس کو کُتّے کھا جاتے۔ اور اس وقت سے یہ سلسلہ مخالفت بڑھتا ہی چلا گیا مگر اس پر بھی اس جماعت نے اپنے امن پسند رویہ کو ترک نہ کیا اور مارشل لاء کے دنوں میں جبکہ نہایت خطرناک صورت پیدا ہو گئی تھی اور بعض جگہ حکام سرکاری بھی شہروں کو چھوڑ کر محفوظ جگہوں میں جا بیٹھے تھے اس کمزور جماعت نے نہ صرف خود گورنمنٹ کی وفاداری

کی بلکہ دوسروں کو بھی اس کی تحریک کی اور ایک معقول تعداد اس کے ذریعہ سے اس فتنہ سے الگ رہی اور گو ہر طرح اس کے افراد کو مفسدوں نے نقصان پہنچایا مگر اس نے اپنے رویہ کو نہ بدلا جس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ لوگوں میں اس جماعت کے خلاف اور بھی جوش بڑھ گیا اور بعض علاقوں میں یہ فیصلہ کر دیا گیا کہ نہ احمدیوں کو رہنے کے لئے مکان کرایہ پر دیئے جائیں۔ نہ کھانے کے لئے اناج وغیرہ مول دیا جائے نہ کنوؤں پر سے ان کو پانی لینے دیا جائے اور نہ ان کی دکانوں سے کوئی چیز لی جائے۔ دھوبی ان کے کپڑے نہ دھوئیں، سقّے ان کے پانی نہ بھریں اور خاکروب ان کے گھروں کی صفائی نہ کریں اور اس فیصلہ پر اس سختی سے عمل کیا گیا کہ بعض جگہ پر کئی کئی دن چھوٹے چھوٹے بچوں کے لئے بھی پینے کو پانی نہ ملا اور کھانے کو اناج میسر نہ آیا۔ مگر پھر بھی اس جماعت نے امن پسندی کے راستہ کو ترک نہ کیا اور اپنی بے لاگ وفاداری کے طریق سے سرِ مُو ادھر ادھر نہ ہوئی اور اب تک مختلف طریقوں سے دُکھ دی جاتی ہے مگر ملک معظم کی حکومت کے استحکام کے لئے ہر ممکن طریق سے کوشش کرتی چلی جاتی ہے اور انشاء اللہ کرتی چلی جائے گی۔

پس اے شہزادہ والا جاہ! یہ تحفہ اس جماعت کی طرف سے آپ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس نے جناب کے آباء کے تخت کی حفاظت کے لئے ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے اپنی وفاداری کو روزِ روشن کی طرح ثابت کر دکھایا ہے اور خون کے حرفوں کے ساتھ اُفق آسمان پر اس کی سنجیدگی اور صداقت اور خلوص کی تصدیق لکھی ہوئی موجود ہے۔ پس ایسی جان نثار اور وفادار رعایا کا حق ہے کہ وہ آپ سے درخواست کرے کہ اس کے اس تحفہ کو قبولیت کا شرف عطا فرمایا جائے اور صرف رسمًا ہی قبول نہ کیا جائے بلکہ کم سے کم ایک دفعہ شروع سے لے کر آخر تک جناب اس کو ملاحظہ فرمائیں اور اپنے مکرم والد کی خدمت میں بھی اس کو پیش کریں اور ان کے سامنے بھی اس جماعت کی یہ درخواست پیش کر دیں کہ وہ بھی اپنے قیمتی وقت کا ایک حصہ اس کے ملاحظہ کے لئے نکال کر اس کو شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں تا خدا تعالیٰ ان کو اسی طرح دین کی بادشاہت بھی عطا فرماوے جس طرح دُنیا کی بادشاہت ان کو عطا کی ہے اور اسی طرح ان کی روح کو بھی بزرگی دے جس طرح ان کے جسم کو بزرگی دی ہے۔

اس مؤدبانہ درخواست کے بعد مَیں تمام جماعت احمدیہ کی طرف سے عمومًا اور ان افراد سلسلہ کی طرف سے خصوصًا جنہوں نے اس تحفہ کے پیش کرنے میں حصہ لیا ہے وہ تحفہ جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جس سے بہتر کوئی چاندی یا سونے کا تحفہ نہیں ہو سکتا۔

ہمارا تحفہ

اور وہ یہ خوشخبری ہے کہ وہ جس کی انتظار مسیحی اور اسلامی دنیا یکساں کر رہی تھی اور جس کی آمد کے لئے بڑے اور چھوٹے چشم براہ تھے اور بہت تھے جو حسرت سے آسمان کی طرف نظر اُٹھاتے تھے اور سرد آہوں کے ساتھ اس امر کی خواہش ظاہر کرتے تھے کہ کاش! وہ ان کی زندگیوں میں نازل ہو کہ وہ اس کی دیدار سے مشرف ہوں وہ آگیا ہے اور اس نے اپنے جلال اور اپنے نُور سے دُنیا کو روشن اور منور کر دیا ہے۔ مگر وہی اس کی آمد سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جو سمجھنے اور بُوجھنے کی تکلیف گوارا کرتے ہیں تاکہ وہ جو نوشتوں میں لکھا تھا پورا ہو۔

"کہ تم کانوں سے تو سنو گے مگر سمجھو گے نہیں اور آنکھوں سے دیکھو گے پر دریافت نہ کرو گے کیونکہ اس قوم کا دل موٹا ہؤا اور وے اپنے کانوں سے اونچا سنتے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھیں موند لیں تا ایسا نہ ہو کہ وے اپنی آنکھوں سے دیکھیں اور کانوں سے سُنیں اور دل سے سمجھیں اور رجوع لاویں اور میں انہیں چنگا کروں۔"

(متی باب ۱۳- آیت ۱۴، ۱۵ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

وہ جو خدا کی بادشاہت سے دُور رہنا چاہتے ہیں کہتے ہیں کہ خدا کی مقدس کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوگا اور ہم تو اس وقت تک کسی کو نہیں مانیں گے جب تک کہ وہ فرشتوں کے ساتھ بادلوں میں سے اُترتا ہؤا دکھائی نہ دے کیونکہ کہا گیا تھا کہ ابنِ آدم کو لوگ بادلوں میں سے بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ اُترتا ہؤا دیکھیں گے اور وہ اپنے آگے فرشتوں کو بھیجے گا۔ (مرقس باب ۱۳- آیت ۲۶)★ پس جب تک ہم اسی طرح ہوتا ہؤا نہ دیکھیں کسی پر ایمان نہ لائیں گے تا نہ ہو کہ ہم اپنے ایمانوں کو ضائع کر دیں اور اپنے یقین کو صدمہ پہنچائیں۔

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

مگر افسوس! کہ مسیح کے کلام پر غور نہ کیا اور جو کچھ اس نے تمثیلوں میں سمجھایا تھا اسے سمجھنے کی کوشش نہ کی اور اس پر ایمان لاتے ہوئے اس کے منکروں کی طرز اختیار کی۔ اس نے تو خود سمجھا دیا تھا کہ

"کوئی آسمان پر نہیں گیا۔ سوا اس شخص کے جو آسمان پر سے اترا"۔

(یوحنا باب ۳ آیت ۱۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پھر ان لوگوں نے کیونکر جانا کہ وہ جو ناصرہ میں پیدا ہوا وہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر گیا اور دوبارہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر سے اُترے گا؟ یقیناً وہ اسی طرح آسمان پر گیا جس طرح وہ اترا تھا اور دوبارہ بھی اس نے اسی طرح آنا تھا جس طرح کہ وہ پہلی دفعہ آیا تھا۔

ہر ایک جو ٹھوکر کھاتا ہے افسوس کے قابل ہے مگر اس کی حالت بہت ہی زیادہ قابل افسوس ہے جو دوسرے کو ٹھوکر کھاتے ہوئے دیکھتا ہے اور پھر نہیں سنبھلتا کیونکہ پہلا کہہ سکتا تھا کہ میں بے خبری میں گرا کیونکہ مجھ سے آگے کوئی چلنے والا نہ تھا کہ راستہ کی خرابی مجھ پر ظاہر کرتا مگر پچھلا کوئی عذر نہیں کر سکتا کیونکہ اس نے اپنے اگلے کو گرتے دیکھا اور پھر بھی نہ سنبھلا اور وہیں قدم مارا جہاں پہلے نے مارا تھا اور ٹھوکر کھائی تھی۔ پس یہ زیادہ سزا کا مستحق ہوگا کہ بات کے ظاہر ہو جانے پر بھی اس نے سبق حاصل نہ کیا۔

کیا ملاکی نبی کی کتاب میں نہ لکھا تھا کہ

"دیکھو خداوند کے بزرگ اور ہولناک دن کے آنے سے پیشتر میں الیاہ نبی کو تمہارے پاس بھیجوں گا"۔

(ملاکی باب ۴ آیت ۵ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پھر کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ ایلیا نبی آسمان سے نازل نہ ہوا بلکہ زمین پر یوحنا کی شکل میں ظاہر ہوا اور انہوں نے جو اپنے دلوں میں کجی رکھتے تھے اس کے سبب سے ٹھوکر کھائی اور مسیح پر ہنسی ٹھٹھا کیا اور کہا کہ اگر تُو مسیح ہے تو الیاس کہاں ہے جس کا مسیح سے پہلے آنا ضروری تھا بلکہ خود اس کے شاگردوں تک نے اس سے پوچھا کہ

"پھر فقیہہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضرور ہے"۔

(متی باب ۱۷ آیت ۱۰ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

کیونکہ خدا کے راز تبھی ظاہر ہوتے ہیں جب ان کے ظاہر ہونے کا وقت آجاتا ہے اور انہی پر ظاہر ہوتے ہیں جن پر خدا کے علوم کا دروازہ کھولا جاتا ہے۔ چنانچہ مسیح نے لوگوں کو بتایا کہ الیاس

جو آنے والا تھا یوحنا ہی ہے چاہو تو قبول کرو۔ پس وقت پر ظاہر ہوا کہ آسمان پر سے الیاس کے آنے سے مراد یہی تھی کہ یوحنا جیسا کہ فرشتہ نے اس کی پیدائش سے بھی پہلے بتا دیا تھا مسیح کے آگے الیاس کی طبیعت اور قوت کے ساتھ چلے گا" (لوقا باب ۱ آیت ۱۷*) پھر لوگوں کو کیا ہوا کہ خدا کے نوشتوں میں آسمان پر سے آنے کا محاورہ پڑھ کر اور خود مسیحؑ سے اس کی تشریح سن کر ان الفاظ سے ٹھوکر کھاتے ہیں کہ مسیح آسمان پر سے آئے گا۔ کیا خدا کے فرشتہ نے زکریا سے نہ کہہ دیا تھا کہ الیاس کے آسمان پر سے آنے سے مراد ایک اور برگزیدہ شخص کا اسی کی طبیعت اور اسی کی قوت کے ساتھ آنا تھا اور کیا خود مسیحؑ نے نہ فرما دیا تھا کہ الیاس کا آسمان سے آنا یہی تھا کہ یوحنا بپتسمہ دینے والا اس کی خُو بُو کے ساتھ آئے؟ اور کیا نہ کہا گیا تھا کہ جس کسی کے کان سننے کے ہوں وہ سُنے مگر افسوس! کہ لوگوں نے پھر بھی نہ سُنا اور پھر بھی اسی دھوکے میں پڑے جس میں مسیحؑ کی آمد اول کے وقت فقیہی اور فریسی پڑے تھے اور سمجھا کہ مسیح واقع میں آسمان سے اُترے گا۔

کیا وہ لوگ جو مسیحؑ کے آسمان پر سے اُترنے کے منتظر ہیں انہوں نے مقدس نوشتوں کی ان پیشگوئیوں پر بھی نظر نہ کی جن میں مسیحؑ کی آمد ثانی کی خبر دی گئی تھی؟ کیا انہوں نے پڑھا نہ تھا کہ مسیحؑ نے کہا کہ:۔

"خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہیں گے کہ مَیں مسیح ہوں اور بہتوں کو گمراہ کریں گے۔" (متی باب ۲۴ آیت ۵*)

اگر فی الواقع اس نے آسمان پر سے ہی آنا تھا تو اس نے کیوں کہا کہ بعض نشانوں سے دھوکا نہ کھانا جب تک دوسرے بھی پورے نہ ہو جائیں؟ اگر اس نے آسمان پر سے اُترنا تھا تو کیا وہ یوں نہ کہتا کہ وہ زمین پر پیدا ہوں گے اور مَیں تو آسمان پر سے آؤں گا اس لئے کسی کو دھوکا لگ ہی نہیں سکتا؟ وہ کیوں ان جھوٹے مسیحوں کے دعویٰ پر صبر کرنے کی تلقین کرتا ہے؟ اور انتظار کا حکم دیتا ہے؟ اور نہیں کہتا کہ جو آسمان سے آئے اسے قبول کرو اور جو نہ آئے اسے قبول نہ کرو؟ اور ایسے بیّن نشان کے ہوتے ہوئے اور کوئی نشان کیوں بتاتا ہے؟ پھر اگر مسیحؑ کی یہی تعلیم تھی کہ وہ آسمان پر سے ظاہر ہوگا تو شاگردوں نے اس سے کیوں پوچھا کہ تیرے آنے کا نشان کیا ہوگا؟ کیا مسیحؑ کے آنے کا یہ کم نشان تھا کہ وہ آسمانوں پر سے فرشتوں کی فوج سمیت آئے گا؟ اور کیا اس طرح آنے والے کے متعلق لوگ دھوکا کھا سکتے تھے؟ بات یہی ہے کہ مسیح علیہ السلام تمثیلوں میں کلام کرنے کے عادی تھے اور ان کے کلام کا یہی مطلب تھا کہ ان کی آمد ثانی اسی رنگ میں ہو گی

*۔ عہد نامہ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

جس طرح ایلیا کی آمد ثانی تھی یعنی ان کی طبیعت اور ان کی قوت کے ساتھ ایک شخص ظاہر ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ جس کی آنکھیں دیکھنے کی ہوں دیکھے اور جسکے کان سننے کے ہوں سنے تا ایسا نہ ہو کہ جس طرح یہود نے ظاہر لفظوں پر جا کر ایک نادر موقع کو ہاتھ سے جانے دیا اور اب تک انتظار کی تکلیف برداشت کر رہے ہیں اسے بھی انتظار اور حسرت کے سوا کچھ میسر نہ آئے اور خدا کی بادشاہت کے دروازے اس پر بند کر دیئے جاویں۔

اے ولی عہد! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو اور آپ کے دل کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دے! جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ آنے والے نے مسیح علیہ السلام کی طبیعت اور ان کی قوت میں ظاہر ہونا تھا نہ کہ خود مسیح علیہ السلام نے آسمان سے اُترنا تھا۔ پس ہمیں آنے والے مسیح کے پہچاننے کے لئے اس ہوشیار غوطہ خور کی طرح جو ہر قسم کے بندھنوں اور روکوں کو دُور کر کے سمندر میں غوطہ مارتا ہے تا موتی نکالے (نہ کہ ظاہر بین آسمان کی طرف تکتا ہے کہ اس کی طرف موتیوں کی بارش کی جائے اور دل سے آسمانی قوانین کا منکر ہوتا ہے) پیشگوئیوں کے الفاظ میں تدبر کرنا چاہئے اور ان کے صحیح مطلب کو سمجھنے اور ان سے مسیح کی شناخت کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تا نہ ہو کہ جب اس کے آنے کی خبر ہو تو ہم ان عورتوں کی طرح جنہوں نے اپنے ساتھ تیل نہ رکھا تھا اِدھر اُدھر تیل کی تلاش میں پھرتے رہیں اور دولہا اپنے انتظار میں چوکس بیٹھنے والی کنواریوں سمیت محل میں داخل ہو جائے اور اس کے دروازے ہمارے لئے بند کر دیئے جائیں اور ہمارے لئے صرف رونا اور دانت پیسنا ہو۔ (متی باب ۲۵۔ آیات ۱ تا ۱۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

وہ پیشگوئیاں جو حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کے متعلق بیان فرمائی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بعثت اس وقت تک نہ ہوگی جب تک کہ یروشلم میں اس مکروہ چیز کی قربانی نہ کی جائے جس کی کراہت یہود میں اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ وہ اس کا نام بھی لینا پسند نہ کرتے تھے اور اس سے انہوں نے یہ جتا دیا تھا کہ کسی قریب کے زمانہ میں ان کی بعثت مقدر نہیں بلکہ ایک بعید زمانہ میں مقدر ہے۔ اس وقت تک اگر کوئی مسیحیت کا دعویٰ کرے تو حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ وہ جھوٹا ہوگا اور تم اس کو قبول نہ کیجیو۔ مگر جبکہ قوموں پر قومیں چڑھیں اور طاعون دنیا میں پھیلے اور لڑائیاں بکثرت ہوں اور زلزلے آویں اور قحط لوگوں کی زندگیوں کو بدمزہ کر دیں اور فساد دنیا میں پھیل جائے اور اس کے ساتھ سُورج اور چاند بھی اندھیرے ہو جائیں اور آسمان سے ستارے گریں اور آسمان کی قوتیں ہلائی جائیں تب ابن آدم کا نشان آسمان پر ظاہر ہوگا اور وہ جلال کے ساتھ

آسمان سے اُترے گا۔

اب ہر شخص جو ان علامات پر غور کرے گا معلوم کرلے گا کہ یہ سب کچھ واقع ہوگیا۔ طاعون بھی پڑی اور ایسی پڑی کہ اس سے پہلے دنیا میں کبھی ایسی سخت ہلاک کر دینے والی طاعون اور اس قدر وسیع علاقہ میں نہ پڑی تھی۔ زلزلے ایسے سخت آئے کہ ان کی نظیر کسی پچھلے زمانہ میں نہیں ملتی۔ قحط باوجود نہروں کے جاری ہونے اور ریل اور دُخانی جہازوں کے نکل آنے کے ایسے سخت پڑے ہیں کہ دنیا کی زندگی کو انہوں نے بدمزہ کر دیا ہے۔ روز بروز اجناس مہنگی ہی ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ فساد اس قدر پھیلا ہُوا ہے کہ بھائی بھائی کو نہ صرف پکڑواتا بلکہ اس پکڑے جانے پر خوش ہوتا ہے اور یہ سب علامتیں ایسی وضاحت سے پوری ہوگئی ہیں کہ ان کے متعلق کسی کو بھی شبہ نہیں۔ ہاں سورج اور چاند کے اندھیرے ہونے اور ستاروں کے گرنے اور آسمانی قوتوں کے ہل جانے کے نشانات ایسے معلوم ہوتے ہیں کہ گویا ابھی پورے نہیں ہوئے۔ مگر ہر ایک جو آسمانی نوشتوں پر فکر کرنے کا عادی ہے اور خدا کے قانون کو بھی سمجھتا ہے جانتا ہے کہ ان الفاظ کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اگر سُورج واقعہ میں اندھیرا ہو جائے گا تو پھر اس دُنیا میں بسنے کی انسان کے لئے کوئی صورت نہ ہوگی اس کی زندگی سورج کی روشنی پر منحصر ہے اور سورج کے اندھیرے ہو جانے سے اس دنیا پر انسانی زندگی کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر ستارے گر جائیں تو ساتھ ہی یہ دُنیا بھی تباہ ہو جائے کیونکہ یہ تمام عالم ایک دوسرے سے پیوستہ ہے اور ایک کا قیام دوسرے کے قیام کا موجب ہے اور اگر آسمانی قوتیں ہل جائیں تو پھر تو انسان چھوڑ فرشتوں کے لئے بھی کوئی ٹھکانا نہیں رہتا۔ مگر حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ابن آدم نیکو کاروں کو دنیا کی میراث سونپ دے گا اور شریروں سے حکومت چھین لے گا لیکن سورج اور چاند کے فی الواقع اندھیرا ہو جانے اور ستاروں کے گر جانے سے تو دنیا ہی تباہ ہو جاتی ہے اور مسیح کا نزول اور نیکو کاروں کا دنیا کی میراث لینا بالکل ناممکن ہو جاتا ہے۔ پس ضرور ہے کہ جس طرح آسمانی نوشتوں کا قاعدہ ہے اس پیشگوئی کے الفاظ کے نیچے کوئی اور مطلب پوشیدہ ہو اور وہ یہی ہے کہ اس زمانہ میں سورج اور چاند کو گرہن لگے گا اور آسمان سے کثرت سے شہب گریں گے کہ وہ بھی عُرف عام میں ستارے ہی کہلاتے ہیں اور مذہبی لیڈروں کا اثر اپنے مقتداؤں پر سے کم ہو جائے گا کہ مذہبی علم ادب میں آسمانی طاقتوں سے مذہبی رہنما مراد ہوتے ہیں۔

بیشک یہ علامتیں بظاہر معمولی معلوم ہوتی ہیں کیونکہ سورج اور چاند کو تو ہمیشہ ہی گرہن لگتا ہے،

اور شہب بھی ہمیشہ ہی گرتے ہیں اور مذہبی رہنماؤں کا اثر بھی بارہا کم ہو چکا ہے۔ مگر جب ہم غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں بہت بڑی علامتیں ہیں کیونکہ گو انجیل میں جو حضرت مسیحؑ سے ایک لمبا زمانہ بعد لکھی گئی ہے اس پیشگوئی کی تمام تفصیل کا پتہ نہیں لگتا لیکن اسلامی روایات میں اس زمانہ کے سورج اور چاند گرہن کی نسبت ایک شرط بتائی گئی ہے جو مسیح کے زمانہ کے گرہن کو ایک خصوصیت بخشتی ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ گرہن چاند کے مہینوں میں سے رمضان میں لگیں گے اور چاند گرہن تو تیرھویں کو لگے گا اور سورج گرہن اٹھائیسویں کو اور یہ نشان جب سے کہ دنیا پیدا ہوئی ہے کسی مدعی رسالت کے زمانہ میں ظاہر نہیں ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں جبکہ مسیحؑ کی آمد کی دوسری علامات پوری ہو گئی ہیں یہ بھی پوری ہو گئی ہے اور ۱۸۹۴ء کے رمضان میں بعینہٖ اسی طرح ہوا۔ یعنی تیرھویں شب کو چاند گرہن ہوا اور اٹھائیسویں کو سورج گرہن ہوا اور نہایت مکمل گرہن ہوئے جو اپنے کمال کے لحاظ سے بھی خصوصیت رکھتے تھے۔

اسی طرح ستاروں کا گرنا بھی گو ایک عام حادثہ ہوتا ہے اور ہمیشہ نومبر کے مہینے میں ستارے کثرت سے گرا ہی کرتے ہیں مگر یہی ستاروں کا گرنا اگر اپنے اندر کوئی خصوصیت پیدا کرے تو یہ ایک نشان ہو جائے گا جس طرح لڑائیوں کا ہونا یا قحط کا پڑنا یا بیماریوں کا پھیلنا نشان بن سکتے ہیں کہ یہ امور بھی ہمیشہ دنیا میں ہوا ہی کرتے ہیں اسی طرح یہ بھی نشان بن سکتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں جبکہ باقی سب علامات مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق پوری ہو چکی ہیں یہ علامت بھی ایک خصوصیت کے ساتھ پوری ہوئی ہے اور وہ اس طرح کہ گو زمین کے اس علاقہ میں سے گزرنے کے وقت جو شہب کا علاقہ ہے شہب کثرت سے گرتے ہی چلے آئے ہیں مگر اس زمانہ میں یہ شہب خصوصیت سے گرے ہیں اور ۱۸۷۲ء، ۱۸۷۹ء، ۱۸۸۵ء میں اس کثرت سے شہب گرے ہیں کہ جن کی مثال پہلے نہیں ملتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک دم دار ستارہ جسے ایم بیلا کا دمدار ستارہ کہتے ہیں کیونکہ اس نے اس کی رفتار کا پتہ لگایا تھا ٹوٹ گیا ہے یا یہ کہ اس کے بعض حصص الگ ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے ان سالوں میں کثرت سے شہب گرے۔ اس سے پہلے دُم دار ستارہ کے اس طرح ٹوٹنے کا تاریخ سے کوئی پتہ نہیں چلتا۔ پس اس زمانہ میں شہب پہلے زمانوں کی نسبت بہت زیادہ گرے ہیں اور اس لئے ان کو مسیح کی آمد کے نشانات میں شامل کرنے سے اس کی شناخت میں خاص مدد ملتی ہے۔

مذہبی رہنماؤں کے اثر میں کمی بھی گو اس زمانہ سے مخصوص نہیں لیکن اگر یہ کمی جس حد تک اس زمانہ

ہیں پہنچ چکی ہے اس کی کمیت اور کیفیت کو دیکھا جائے تو یہ بھی ایک روشن علامت ہو جاتی ہے کیونکہ اس وقت جس طرح عام طور پر بے دینی پھیلی ہوئی ہے اور لوگ مذہب کو ایک غیر ضروری چیز سمجھے ہوئے ہیں اور کسی ایک مذہب کے رہنماؤں کا اثر ہی کم نہیں ہؤا بلکہ ہر مذہب کے رہنماؤں کا اثر اپنے پیروؤں پر کم نظر آتا ہے اس کی مثال پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ اس وقت اگر مذہبی پیشواؤں کا کوئی اثر ہے بھی تو صرف سیاسی امور تک محدود ہے پس یہ مذہب سے دُوری اپنے اندر ایک خصوصیت رکھتی ہے۔

پس جبکہ آسمانی نوشتے پورے ہو گئے تو ضرور ہے کہ مسیح بھی آچکا ہو اور جو اس سے محبت رکھنے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ اس کی جستجو کریں تا ایسا نہ ہو کہ وہ آکر ان کو پکڑے اور کہے کہ کیا میرے آنے میں دیر ہو گئی تھی کہ تم نے سمجھ لیا کہ اب میں نہیں آتا اور سب باغ اور مکان اور جائدادیں تمہاری ہو گئیں اور تم اب جس طرح چاہو ان میں تصرف کرو؟ اور اگر وہ اس کو تلاش کریں گے تو انکے لئے اس کا ڈھونڈنا کچھ بھی مشکل نہ ہو گا کیونکہ اس نے خود اپنے ظاہر ہونے کی جگہ بتا دی ہوئی ہے اور کوئی بات نہیں جو اس نے چھپا رکھی ہو۔ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جب اس نے زمین پر ظاہر ہونا ہے تو میں اسے کہاں ڈھونڈوں؟ کیا اس نے نہیں کہا کہ:۔

"جیسے بجلی پورب سے کوندھ کے پچھم تک چمکتی ویسا ہی ابنِ آدم کا آنا بھی ہو گا"

(متی باب ۲۴ آیت ۲۷ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پس ضرور ہے کہ جس طرح اس نے تمثیل میں ہمیں سمجھایا ہے وہ مشرق میں ظاہر ہو اور مغرب کے دُور کناروں تک اس کی تعلیم پھیل جائے اور ایسا ہی ہؤا بھی ہے۔ وہ ہندوستان میں جو مشرق کا ملک ہے اور قدیم سے علم اور فضل کا حامل ہے ظاہر ہؤا اور بہت جلد اس کی تعلیم مغرب کے دور دراز ممالک میں پھیل گئی اور اس وقت ایشیائی ممالک کے علاوہ یورپ اور امریکہ کے بلاد میں بھی اس کی روشنی سے فائدہ اُٹھانے والے لوگ موجود ہیں۔

بائبل پر اگر ادنیٰ سا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی زمانہ مسیح کی آمد ثانی کا ہے کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"یہ خیال مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا۔ مَیں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جائیں ایک نقطہ یا ایک شوشہ توریت کا ہرگز نہ مٹے گا جب تک سب کچھ

پورا نہ ہو۔" (متی باب ۵ آیت ۱۷، ۱۸ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پس معلوم ہؤا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا ایک کام موسیٰؑ کی شریعت کو قائم کرنا تھا کیونکہ وہ اپنی آمد کی غرض شریعت کو قائم کرنا بتاتے ہیں بلکہ اپنے حواریوں کو حکم دیتے ہیں کہ

"فقیہہ اور فریسی موسیٰؑ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ۔" (متی باب ۲۳ آیت ۲، ۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور دوسری غرض ان کی آمد کی جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں یہ تھی کہ خدا کی بادشاہت کی منادی کریں۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ مسیح نے اپنے دعویٰ کی ابتداء ہی سے یہ منادی کرنی

"اور یہ کہنا شروع کیا کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔"

(متی باب ۴ آیت ۱۷ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور آخر زمانہ میں بھی وہ یہی کہتا رہا کیونکہ جب اس نے حواریوں کو تبلیغ کا کام سپرد کیا تو تب بھی ان کو یہی ہدایت دی کہ

"چلتے ہوئے منادی کرو اور کہو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آئی۔"

(متی باب ۱۰ آیت ۷ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور جیسا کہ لوقا کی روایت کے مطابق یہ کہا کہ

"ان سے کہو کہ خدا کی بادشاہت تمہارے نزدیک آئی۔" (لوقا باب ۱۰ آیت ۹)★

خدا کی بادشاہت سے مراد مسیح علیہ السلام کی آمد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ وہ اپنی عمر بھر اس پر زور دیتے رہے کہ ان کی آمد ایسی ہے جیسے بیٹے کی آمد اور خدا کی آمد اس وقت ہوگی جب لوگ ان کو پھانسی دے دیں گے۔ چنانچہ وہ اس واقعہ کو تمثیل میں یوں بیان کرتے ہیں:۔

"کسی شخص نے ایک انگور کا باغ لگا کے اسے باغبانوں کے سپرد کیا اور مدت تک پردیس میں جا رہا اور موسم پر ایک نوکر کو باغبانوں کے پاس بھیجا تاکہ وے اس انگور کے باغ کا پھل اس کو دیں لیکن باغبانوں نے اس کو پیٹ کے خالی ہاتھ پھیرا۔ پھر اس نے دوسرے نوکر کو بھیجا انہوں نے اس کو بھی پیٹ کے اور بے عزت کرکے خالی ہاتھ پھیرا۔ پھر اس نے تیسرے کو بھیجا انہوں نے گھائل کرکے اس کو بھی نکال دیا تب اس باغ کے مالک نے کہا کہ کیا کروں؟ میں اپنے پیارے بیٹے کو بھیجوں گا شاید اسے دیکھ کر دب جائیں۔ جب باغبانوں نے اسے دیکھا آپس میں صلاح کی اور کہا کہ یہ وارث

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

ہے۔ آؤ اس کو مار ڈالیں کہ میراث ہماری ہو جائے تب اس کو باغ کے باہر نکال کے مار ڈالا اب باغ کا مالک ان کے ساتھ کیا کرے گا؟ وہ آوے گا اور ان باغبانوں کو قتل کرے گا اور باغ اوروں کو سونپے گا۔" (لوقا باب ۲۰ آیت ۹ تا ۱۶)★

اس تمثیل میں باغ سے مراد وہ ہدایت ہے جو خدا تعالیٰ نے قائم کی اور باغ بنانے والا موسیٰؑ تھا جو خدا تعالیٰ کی صفات کو اپنے اندر جذب کر کے اس کے جلال کے اظہار کے لئے دُنیا میں آیا اور باغ کے باغبانوں سے مراد بنی اسرائیل تھے اور نوکر جو میوہ کا حصہ لینے گئے وہ انبیاءؑ تھے جو موسیٰؑ کے بعد بھیجے گئے اور بیٹا خود حضرت مسیح تھے جو سب کے بعد میں آئے مگر موسیٰؑ کے بعد کے نبیوںؑ میں سے سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے مقرب اور پیارے تھے لیکن بنی اسرائیل نے ان کی بھی قدر نہ کی اور ان کو صلیب پر چڑھا دیا تو پھر اس تمثیل کے مطابق ہی ہونا رہ گیا کہ وہ نبی ظاہر ہو جس کا ظہور گویا خدا تعالیٰ کا ظہور تھا اور وہ پچھلی سنت کے برخلاف بنی اسرائیل میں سے نہ ہو بلکہ ان کے بھائیوں یعنی بنی اسمٰعیل میں سے ہو جس کی نسبت حضرت مسیح علیہ السلام کہتے ہیں کہ:۔

"کیا تم نے نوشتوں میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو راج گیروں نے ناپسند کیا وہی کونے کا سرا ہؤا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہے اور ہماری نظروں میں عجیب؟ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہت تم سے لے لی جائے گی اور ایک قوم کو جو اس کے میوہ لاوے دی جائے گی۔ جو اس پتھر پر گرے گا چُور ہو جائے گا پر جس پر وہ گریگا اسے پیس ڈالے گا۔" (متی باب ۲۱۔ آیت ۴۲ تا ۴۴) ؎

اور جس کے حق میں موسیٰؑ نے خبر دی تھی کہ

"خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا مَیں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہو گا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو مَیں اس کا حساب اس سے لوں گا۔"

(استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷ تا ۱۹ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

یہ جو نوشتوں میں لکھا گیا اس کا پورا ہونا ضرور تھا ورنہ خدا کے برگزیدوں موسیٰؑ اور مسیح پر جھوٹ کا حرف آتا تھا کیونکہ کہا گیا تھا کہ

"تُو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع

★ ؎ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے"۔

(استثناء باب ۱۸ آیت ۲۲ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

مگر جو کچھ برگزیدوں نے کہا تھا وہ حرف بحرف پورا ہؤا اور بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی حضرت ابراہیمؑ کے دوسرے بیٹے اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے خدا تعالیٰ نے موسیٰؑ کی مانند ایک نبی برپا کیا جس کے ذریعہ سے ہدایت کا باغ بنی اسرائیل سے لے کر مسلمانوں کے سپرد کیا گیا اور وہ جسے راج گیروں نے رد کیا تھا کونے کا پتھر ہؤا جو اس پر گرا یعنی جو اس کے شہر پر جاکر حملہ آور ہؤا وہ بھی چکنا چور ہؤا اور جس پر وہ گرا یعنی جس پر اس نے جاکر حملہ کیا وہ بھی ٹکڑے ٹکڑے ہؤا اور جس نے اس کی بات نہ سنی اس سے خدا نے اس کا حساب لیا۔ اس وجود سے مراد حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز نہیں ہوسکتے کیونکہ وہ خود فرماتے ہیں کہ یہ نبی ان کے صلیب پر لٹکائے جانے کے بعد آئے گا اور نہ کلیسیا اس سے مراد ہوسکتا ہے کیونکہ کلیسیا نبی نہیں ہے اور نوشتے بتاتے ہیں کہ وہ آنے والا ایک نبی ہوگا جو موسیٰؑ کی مانند خدا کے جلال کا ظاہر کرنے والا ہوگا اور شریعت اس کے داہنے ہاتھ میں ہوگی اور وہ مکہ کی پہاڑیوں پر سے جو فاران کہلاتی ہیں دس ہزار قدوسیوں سمیت خدا کے دشمنوں پر حملہ آور ہوگا۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ :-

"خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہؤا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے۔ وہ جلوہ گر ہؤا۔ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی"۔ (استثناء باب ۳۳ آیت ۲ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

کلیسیا نہ نبی ہے نہ فاران سے وہ جلوہ گر ہوئی اور نہ دس ہزار قدوسیوں سمیت وہ دنیا میں آئی۔

یہ فاران سے جلوہ گر ہونے والا خدا کا مظہر وہی سردار انبیاء سرور کائنات سیّد ولد آدم کامل و اکمل و مکمّل و مکمّل حامد و احمد و محمّد و محمود وجود تھا جس کی قوم کو اس کے بنو عم نے خدا کی بادشاہت سے ہمیشہ کے لئے محروم قرار دیا اور جسے اس کی قوم کے سرداروں نے ردّی کر کے اپنے میں سے نکال پھینکا مگر آخر وہی کونے کا پتھر ہؤا۔ اور یا تو صرف ایک ہمراہی سمیت اسے مکّہ چھوڑ کر وطن سے بے وطن ہونا پڑا تھا یا اسے خدا نے وہ ترقی دی کہ جب اس کو اور اس پر ایمان لانے والوں کو مٹانے کے لئے اور نیست و نابود کرنے کے لئے اس کی قوم کے لوگ دو سو میل کا فاصلہ طے کرکے ایک زبردست لشکر کے ساتھ اس پر حملہ آور ہوئے تو جیسا کہ مسیح علیہ السلام نے فرمایا تھا

اس مظہر شان خدا پر جو گرا وہ پاش پاش ہو گیا ایک قلیل اور بے سامان جماعت کے ہاتھوں سے تجربہ کار جرنیلوں کو اللہ تعالیٰ نے شکست دلوائی اور ذلیل کروایا اور پھر جب بار بار کے عفو کے بعد بھی اس کے دشمن باز نہ آئے اور معاہدہ پر معاہدہ کر کے توڑنے لگے تو خدا تعالیٰ نے یہ دکھانے کیلئے کہ اس کی فتوحات اسی وجہ سے نہیں ہیں کہ وہ اپنے گھر کے قریب ہوتا ہے اور اس کے دشمن ایک لمبا سفر کر کے اپنے گھروں سے دور اس سے لڑنے آتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور اس کی تائید سے ہیں۔ اس کو حکم دیا کہ وہ خود دشمن کے قلعوں پر حملہ کرے اور وہ جس طرف گیا فتح وظفر نے اس کی رکابوں کو آکر تھام لیا اور دشمن اپنے گھروں میں بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکا اور حضرت مسیح کے کلام کا دوسرا پہلو پورا ہوا کہ وہ جس پر گرا اسے اس نے چکنا چور کر دیا۔

یہ فاران سے دس ہزار قدوسیوں سمیت آنے والا آتشی شریعت اپنے داہنے ہاتھ میں رکھنے والا جس کے ذریعہ سے نفس کے تمام گند جل جاتے ہیں اور جو کھوٹے دلوں کو صاف کر کے کھرا سونا بنا دیتی ہے جس کی نسبت مسیح علیہ السلام کہتے ہیں کہ:۔

"میری اور بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن جب وہ یعنی روح حق آوے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتاوے گی اسلئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی لیکن جو کچھ وہ سنے گی سو کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی۔"

(یوحنا باب ۱۶ آیت ۱۲، ۱۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

وہ جس کی غلامی پر انبیاءؑ کو بھی فخر ہے وہ ہی بانی اسلام مثیل موسیٰؑ مگر موسیٰؑ سے اپنی تمام شان میں بالا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جنھیں آج دنیا میں ظالم اور بٹ مار کہا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس نے خونریزی سے سطح زمین کو رنگ دیا اور ایسا ہونا ضرور تھا کیونکہ تمام انبیاء کے مخالفین کے دل ایک ہی سانچے میں ڈھلے ہوئے ہوتے ہیں وہ ہر ایک بات کے دونوں پہلوؤں کو برا کہتے ہیں۔

"یوحنا کھاتا پیتا نہیں آیا اور وے کہتے ہیں کہ اس پر ایک دیو ہے۔ ابن آدم کھاتا پیتا آیا اور وے کہتے ہیں کہ دیکھو ایک کھاؤ اور شرابی اور محصول لینے والوں اور گنہگاروں کا یار۔"

(متی باب ۱۱ آیت ۱۸، ۱۹ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

مسیح ناصری بلا تلوار کے آیا اور بلا کسی گناہ کے صلیب پر لٹکایا گیا اور انہوں نے اس کے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا اور صلیب پر لٹکا دیا اور ہنسی سے شور مچایا کہ اے یہودیوں کے بادشاہ

سلام! (یوحنا باب ۱۹- آیت ۲،۳) اور بڑے بڑے عالموں نے ٹھٹھے مار مار کر کہا۔

(متی باب ۲۷ آیت ۲۹ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

"اس نے اوروں کو بچایا۔ پر آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اگر اسرائیل کا بادشاہ ہے تو اب صلیب پر سے اتر آوے تو ہم اس پر ایمان لاویں گے۔ اس نے خدا پر بھروسہ رکھا۔ اگر وہ اس کو چاہتا ہے تو وہ اب اس کو چھڑاوے۔ کیونکہ وہ کہتا تھا کہ مَیں خدا کا بیٹا ہوں"۔

(متی باب ۲۷ آیت ۴۲، ۴۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور کہا کہ:۔

"تُو جو ہیکل کا ڈھانے والا اور تین دن میں بنانے والا ہے۔ آپ کو بچا اگر تُو خدا کا بیٹا ہے صلیب پر سے اُتر آ"۔ (متی باب ۲۷۔ آیت ۴۰۔ ۴۳)★

مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا تعالیٰ کے جلال و جمال کا کامل مظہر تھا جب اس نے شریر اور سرکش انسان کو اس کے حد سے بڑھ جانے اور اخلاق اور دیانت بلکہ انسانیت کو بکلی ترک کر دینے پر سزا دی تو اس زمانہ کے عالموں نے جو فقیہوں اور فریسیوں کے قائم مقام ہیں مسیح کی مثال کو یاد سے بھلاتے ہوئے اس پر آوازے کسے کہ دیکھو وہ خدا کا نبی کہلاتا ہے اور اس کا مظہر اپنے آپ کو ظاہر کرتا ہے لیکن پھر اس کی تلوار دشمن کے سر پر اٹھتی ہے اور وہ اپنے مخالف کو تہ تیغ کرتا ہے۔ کیا راستبازوں کی یہی علامتیں ہوتی ہیں؟ اور صادق یہی نمونہ دکھایا کرتے ہیں؟ کیوں اس نے عفو سے کام نہ لیا؟ اور کیوں بخشش کا دامن لوگوں کے سروں پر نہ ڈالا؟ اور یہ معترض یہ نہیں دیکھتے کہ اس نے قدرت پر عفو کا نمونہ دکھایا اور قابو پاکر چھوڑ دیا اور گلے میں رسی ڈال کر آزاد کر دیا اور حلق پر چھُری رکھ کر زندگی بخشی اور اس قدر گناہوں کو معاف کیا کہ اگر اس کا عفو ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو سب اپنے عفو سے زیادہ حصہ پالیں۔ ہاں جس طرح خدا تعالیٰ جو رحم کا سرچشمہ اور عفو کا منبع ہے اصلاح کے لئے نہ دُکھ دینے کے لئے شریر کو پکڑتا اور سزا دیتا ہے اس نے بھی ایسا ہی کیا تا خدا کا کامل مظہر قرار پائے اور موسیٰ کا مثیل ٹھہرے اور اگر وہ ایسا نہ کرتا تو آج یہی معترض جو اس کی دفاعی جنگوں پر حرف گیری کرتے ہیں زور زور سے اپنے گلے پھاڑتے اور آسمان کو سر پر اُٹھا لیتے کہ دیکھو وہ موسیٰ کا مثیل بنتا ہے لیکن دس ہزار قدوسی اس کے ساتھ نظر نہیں آتے جو فاران کی پہاڑیوں پر سے اس کے ساتھ حملہ آور ہوں اور شریر کو اس کی شرارت کی سزا دیں اور خدا کی بادشاہت کو زمین پر قائم کریں۔ وہ آخری موعود اپنے آپ کو قرار دیتا ہے مگر یہ بات اس کے حق میں کب پوری ہوئی کہ:

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

”خدا کی مرضی اس کے ہاتھ کے وسیلے بر آوے گی اپنی جان ہی کا دُکھ اُٹھا کے وہ اسے دیکھے گا اور سیر ہوگا۔ اپنی ہی پہچان سے میرا صادق بندہ بہتوں کو راستباز ٹھہرائے گا کیونکہ وہ ان کی بدکاریاں اپنے اوپر اُٹھالے گا۔ اس لئے میں اسے بزرگوں کیساتھ ایک حصہ دوں گا اور وہ لُوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹ لے گا کہ اس نے اپنی جان موت کے لئے انڈیل دی اور وہ گنہگاروں کے درمیان شمار کیا گیا اور اس نے بہتوں کے گناہ اُٹھا لئے اور گنہگاروں کی شفاعت کی۔“

(یسعیاہ باب ۵۳ آیت ۱۰ تا ۱۲ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اگر وہ جنگ نہ کرتا اور عفو ہی کرتا تو پھر یہ لوگ کہتے کہ اس نے کب لُوٹ کا مال زور آوروں کے ساتھ بانٹا کہ اسے ابدی بادشاہت کا قائم کرنے والا ہم مان لیں؟ جیسا کہ ان کے باپ دادوں نے مسیح علیہ السلام کے وقت میں کہا کہ اس کے ساتھ وہ مدد اور نصرت کہاں ہے جو بادشاہوں کیساتھ ہونی چاہئے؟ اور نہ سمجھے کہ بادشاہت صرف زمین کی ہی نہیں ہوتی بلکہ دل کی بھی ہوتی ہے جس طرح آج کل کے لوگوں نے نہیں سمجھا کہ صرف حلم اور عفو ہی اچھی صفات نہیں ہیں بلکہ شریر کو سزا دینا اور مظلوم کو ظالم کے پنجہ سے چھڑانا اور دنیا میں عدل و انصاف کو قائم کرنا بھی صفاتِ حسنہ میں سے ہیں اور کامل وہی ہے جو ان سب صفات کو اپنے موقع پر استعمال کر کے دکھاتا ہے۔

غرض اے شہزادہ والا تبار! اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو حق کے قبول کرنے کے لئے کھول دے مسیح علیہ السلام کے بعد ایک اور نبی کے بعثت کی بھی خبر تھی جس نے موسیٰؑ کے رنگ میں رنگین ہو کر آنا تھا۔ پس مسیحؑ کی آمدِ ثانی درحقیقت اسی موسیٰؑ کے نوشتوں کے پورا کرنے کی غرض سے مقدر تھی۔ جس طرح پہلے موسیٰؑ کے نوشتوں کو پورا کرنے کے لئے اس کی آمدِ اوّل تھی۔ پس ضرور تھا کہ دونوں سلسلوں میں مناسبت قائم کرنے کے لئے وہ اسی قدر عرصہ مثیلِ موسیٰؑ کے بعد ظاہر ہو جس قدر عرصہ موسیٰؑ کے بعد وہ اپنی پہلی بعثت میں ظاہر ہُوا تھا اور تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زمانہ تیرہ چودہ سو سال ہی کا تھا۔ پس علاوہ ان علامات کے ظہور کے جو انجیل میں بتائی گئی ہیں یہ بھی ایک دلیل ہے کہ مسیح کا ظہور اسی زمانہ میں ہونا چاہئے کیونکہ مثیلِ موسیٰؑ کو ظاہر ہوئے تیرہ سو سال سے اوپر گزر چکے ہیں۔

شاید آپ کے دل میں خیال گذرے کہ اسلام تو ایسی خراب حالت میں ہے مسیح کب اس مذہب میں آسکتا ہے؟ اور اپنے مقدس نام کو اس کی تاریکی کی چادر کے نیچے پوشیدہ کرسکتا ہے؟

مگر جناب کو خیال رکھنا چاہئے کہ مذہب اور اہلِ مذہب میں زمین و آسمان کا فرق ہے اور اسی طرح مقدس کتابوں کے مذہب اور کسی خاص فرقہ کے مذہب میں بھی بعض دفعہ اتنا ہی فرق ہوتا ہے جتنا کہ نُور اور ظُلمت میں۔ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ خیال مت کرو کہ مَیں توریت یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا۔ مَیں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں"۔ (متی باب ۵ آیت ۱۷)*

لیکن باوجود اس کے کہ وہ توریت کی خوبی کو تسلیم کرتے ہیں۔ اپنے زمانہ کے فقیہوں اور فریسیوں کی نسبت بیان فرماتے ہیں کہ:۔

"اے ریاکارو! یسعیاہ نے کیا خوب تمہارے حق میں نبوت کی، جب کہا کہ یہ لوگ اپنے منہ سے میری نزدیکی ڈھونڈتے اور ہونٹوں سے میری عزت کرتے ہیں پر ان کے دل مجھ سے دُور ہیں"۔ (متی باب ۱۵ آیت ۷، ۸ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اسی طرح وہ ان لوگوں کے حق میں فرماتا ہے کہ:۔

"اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس اس لئے کہ آسمان کی بادشاہت کو لوگوں کے آگے بند کرتے ہو، نہ تم آپ اس میں جاتے نہ اور جانے والوں کو اس میں جانے دیتے۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ بیواؤں کے گھر نگل جاتے اور مکر سے لمبی چوڑی نماز پڑھتے ہو۔ اس سبب تم زیادہ تر سزا پاؤ گے۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کہ تم تری اور خشکی کا دورہ اس لئے کرتے ہو کہ ایک کو اپنے دین میں لاؤ اور جب وہ آچکا تو اپنے سے دونا اسے جہنم کا فرزند بناتے ہو..... اے ریاکار فقیہو اور فریسیو! تم پر افسوس کیونکہ پودینہ اور انیسوں اور زیرہ کی دہ یکی لگاتے ہو، پر شریعت کی بھاری باتوں یعنی انصاف اور رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا۔ لازم تھا کہ تم انہیں اختیار کرتے اور انہیں بھی نہ چھوڑتے...... اے سانپو اور اے سانپ کے بچو! تم جہنم کے عذاب سے کیونکر بھاگو گے"۔

(متی باب ۲۳ آیت ۱۳ تا ۳۳ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پھر عوام الناس کی نسبت بتاتے ہیں کہ:۔

"اس زمانہ کے لوگ بد اور حرامکار نشان ڈھونڈتے ہیں"۔

(متی باب ۱۲ آیت ۳۹ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

* نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

اب اے شہزادہ! دیکھو کہ کیا آج کل کے مسلمان اس موسیٰؑ کی اُمّت سے کسی علیحدہ قسم کے لوگ ہیں کہ ان میں سے مسیح پیدا نہیں ہو سکتا؟ یہ کتنے بھی ظالم ہوں ان کے ظلم سے اسلام کی تعلیم پر کوئی حرف نہیں آسکتا جس طرح مسیح کے زمانہ کے لوگوں کی خرابی سے موسیٰ علیہ السلام اور توریت پر کوئی الزام نہیں آسکتا تھا۔ وہ جو تعلیم کے خلاف چلتا ہے اپنا بوجھ آپ اُٹھائے گا اور اپنی قبر آپ کھودے گا اس کے اعمال سے خدا کے کلام اور اس کے دین پر کیونکر حرف آسکتا ہے؟ اور وہ جو نوشتوں کی ناسمجھی سے ایک نیا عقیدہ بنا لیتا ہے اس کے عقیدوں سے نوشتوں پر کیسے اعتراض پڑ سکتا ہے؟ کیونکہ کیا نہیں لکھا کہ صدوقی توریت سے ہی قیامت کا انکار نکالتے تھے؟ اور ان کے علماء ایک دفعہ مسیح علیہ السلام کے سامنے بھی اس غرض سے پیش ہوئے تھے تا اس پر اپنے قول کی صداقت کو ظاہر کریں مگر اس نے ان پر حجت کی اور ان کے منہ بند کر دیئے۔ پس قرآن کریم اور اسلام پر لوگوں کے اعمال اور ان کے غلط عقائد کی بناء پر کوئی زد نہیں پڑ سکتی۔

اسلام ایک نُور ہے جس کے مقابلہ پر سب ادیان کی شمعیں ماند ہیں اور ایک سُورج ہے جس کے آگے کوئی چراغ اپنی روشنی ظاہر نہیں کر سکتا۔ مگر افسوس کہ اپنوں اور بیگانوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور اپنی آنکھیں بند کر لیں تا نہ ہو کہ اس کی ضیاء کو ان کی آنکھیں دیکھیں اور اس سے روشنی حاصل کریں۔ اس کی مثال اس ہیرے کی سی ہے جسے ایک بچہ ایک جانور کی طرف پھینکتا ہے اور وہ اس سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے وہ بچہ اس کو اس لئے پھینکتا ہے کہ وہ اسے حقیر اور بے قیمت جانتا ہے اور وہ جانور اس سے اس لئے بھاگتا ہے کہ سمجھتا ہے کہ یہ چیز اس نے مجھے صدمہ پہنچانے ہی کے لئے پھینکی ہوگی۔

مگر نبیوںؑ کا خدا قدوسوں کا قدوس جو آسمان پر اپنے تخت حکومت پر جلوہ افروز ہے پسند نہیں کر سکتا تھا کہ اس کا بھیجا ہؤا نُور اس بے قدری کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ سو اس نے اپنے پیارے کو بھیجا کہ مسیح ناصری کی طرح جس طرح وہ موسیٰؑ کی کتاب کا پورا کرنے والا اور اسے ثابت کرنے والا بنا یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم کا پورا کرنے والا اور اس کا ثابت کرنے والا ہو اور اس کی طبیعت اور اس کی قوت کے ساتھ دنیا میں کام کر کے اس کا نام پائے اور ابدالآباد تک خدا کے مسیح کے نام سے یاد کیا جائے تا کہ وہ بات پوری ہو جو کہی گئی تھی کہ:۔

"اب سے تم مجھے پھر نہ دیکھو گے جب تک کہ کہو گے مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام پر آتا ہے۔"

(متی باب ۲۳ آیت ۳۹ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

سو وہی اور صرف وہی مسیح علیہ السلام کو دیکھ سکتا ہے جو اس بات پر یقین لائے کہ اس زمانہ

ہیں اس کے نام پر ایک رسول بھیجا گیا ہے اور اس میں مسیح کے رنگ کو دیکھے ورنہ اور کوئی ذریعہ مسیح کے دیکھنے کا نہیں ہے۔

آنے والا آچکا۔ مبارک ہیں وہ جو اس کو پہچانتے اور اس پر ایمان لاتے ہیں۔ ہاں اسلام کا منادی اور آخری شریعت کا پورا کرنے والا اور اسے ثابت کرنے والا آ گیا تا اس کے ذریعہ سے وہ لوگ جو دنیا کے کناروں پر بستے ہیں خدا کی بادشاہت میں داخل ہوں اور نبیوں کے سردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اختیار کریں جس کی غلامی اختیار کئے بغیر کوئی نجات نہیں اور جو اسے قبول نہیں کرتا اس کے لئے دانت پیسنے اور رونے کے سوا اور کچھ نہیں۔ جس طرح پہلا مسیح کوئی نئی شریعت نہیں لایا تھا بلکہ موسیٰؑ کے دین کے استحکام اور اس کے قیام کے لئے آیا تھا یہ مسیح بھی مثیل موسیٰؑ کے دین کے استحکام اور اس کی اشاعت کے لئے آیا ہے اور اگر پہلی دفعہ مسیح اس منادی کے لئے آیا تھا کہ دیکھو خدا کی بادشاہت آنے والی ہے پس ہوشیار ہو جاؤ، جہان کا سردار آنے والا ہے چوکس ہو جاؤ، دائمی نجات کا وارث پیدا ہونے والا ہے خبردار ہو جاؤ تو اس دفعہ مسیح کے آنے کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کو بتائے کہ خدا کی بادشاہت آچکی، جہان کا سردار آچکا، دائمی نجات کا وارث پیدا ہو چکا آؤ اور اس کی غلامی میں داخل ہو جاؤ اور میرے پیچھے چلو تا میں تمہیں اس کے گھر میں داخل کروں اور اس کے دستر خوان پر تم کو جگہ دوں کیونکہ اس کے گھر کی کنجیاں میرے سپرد کی گئی ہیں اور اس کے دستر خوان کا انتظام مجھے سونپا گیا ہے۔

اگر کہا جائے کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ جو کچھ اس نے کہا وہ درست ہے؟ اور وہ فی الواقع مسیح کا نام پاکر خداوند خدا ہی کی طرف سے آیا ہے اور اس نے جو کچھ اسلام کی نسبت کہا ہے وہ درست ہے؟ کیونکہ ہمیں پہلے سے ڈرایا گیا ہے کہ:-

خبردار! کوئی تمہیں گمراہ نہ کرے کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔ اور بہتوں کو گمراہ کریں گے"۔ (متی باب ۲۴ آیت ۴، ۵) ★

اور یہ بھی لکھا گیا ہے کہ:-

"جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اٹھیں گے اور ایسے بڑے نشان اور کرامتیں دکھاویں گے کہ اگر ہو سکتا تو وے برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے"۔

(متی باب ۲۴ آیت ۲۴ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک صداقت کے پرکھنے کے کوئی نشان ہوتے ہیں انہی نشانوں کے

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

ذریعے سے اس کے دعویٰ کو پرکھا جا سکتا ہے۔ بیشک جھوٹے نبیوں کی آمد سے ڈرایا گیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بڑے نشان اور کرامتیں دکھائیں گے لیکن یہ بھی تو کہا گیا ہے کہ اگر ہو سکتا تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کرتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اور سچے نبیوں میں فرق کرنے کا بھی کوئی ذریعہ ہے جس کی مدد سے برگزیدے ان کے فریب میں نہیں آسکتے۔ ان کی کرامتیں اور ان کے نشان نبیوں کی کرامتوں اور ان کے نشانوں سے بالکل علیحدہ طرح کے ہونے چاہئیں کیونکہ اگر جھوٹے نبیوں کے نشان بھی سچوں کی طرح کے ہوں تو پھر ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ موسیٰؑ اور داؤدؑ اور یحییٰؑ اور خود مسیحؑ بھی سچے نبیوں میں سے تھے؟ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے نشانوں کو اپنے سچے ہونے کا ثبوت قرار دیا ہے۔ چنانچہ یوحنا کے ایلچیوں کو جب وہ ان سے پوچھنے کے لئے آئے کہ:

"کیا جو آنے والا تھا تُو ہی ہے یا ہم دوسرے کی راہ تکیں"۔

انہوں نے جواب دیا کہ:

"جو کچھ تم سنتے اور دیکھتے ہو جا کے یوحنا سے بیان کرو کہ اندھے دیکھتے اور لنگڑے چلتے، کوڑھی پاک صاف ہوتے اور بہرے سنتے اور مُردے جی اُٹھتے ہیں اور غریبوں کو خوشخبری سنائی جاتی ہے اور مبارک وہ ہے جو میرے سبب ٹھوکر نہ کھائے"۔ (متی باب ۱۱ آیت ۳ تا ۶ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور توریت میں لکھا ہے۔ کہ:

"اگر تُو اپنے دل میں کہے کہ مَیں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں؟ تو جان رکھ کہ جب نبی خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہا ہے تُو اس سے مت ڈر"۔ (استثناء باب ۱۸۔ آیت ۲۱-۲۲)★

پس معلوم ہُوا کہ نشان بھی اور پیشگوئیاں بھی نبیوں کی سچائی کے ثبوتوں میں سے ہیں اور وہ کرامتیں جن کا ذکر مسیح علیہ السلام نے جھوٹے نبیوں کے متعلق کیا ہے وہ ان نشانوں سے علیحدہ قسم کے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نبی دکھاتے ہیں اور شعبدوں اور فریبوں کی قسم سے ہیں نہ کہ فوق العادت اور خدا تعالیٰ کے جلال ظاہر کرنے والے نشان۔ اور جب کہ نبیوں کی صداقت ہمیشہ ان نشانوں کے ذریعہ سے ہی ظاہر ہوتی رہی ہے جو کہ ان کے ہاتھوں پر ظاہر ہوئے یا ان پیشگوئیوں کے ذریعہ سے جو وہ

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

کرتے رہے اور جو اپنے وقت پر پوری ہوتی رہی ہیں تو اس زمانہ کے فرستادہ اور رسول کی صداقت بھی اسی ذریعہ سے پرکھی جا سکتی ہے اور چونکہ نبیوں کے ذریعہ سے دو قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں ایک تو ان کی زندگی اور تعلیم ہی نشان ہوتی ہے دوسرے وہ نشان ہوتے ہیں جو دوسروں کی ذات میں ظاہر ہوتے ہیں اس لئے میں دونوں قسم کے نشان بیان کرتا ہوں اور پہلے آپؑ کی معجزانہ زندگی اور آپؑ کی تعلیم اور آپؑ کے کام کو بیان کرتا ہوں۔

اے شہزادہ باوقار! اللہ تعالیٰ آپ کے سینہ کو حق کی قبولیت کے لئے دل دے! اس زمانہ کے مامور اور مُرسل قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب کے رہنے والے تھے اور اسی جگہ آپؑ پیدا ہوئے تھے اور آپؑ کا نام آپ کے ماں باپ نے غلام احمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) رکھا تھا۔ وہ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہوئے تھے جو حضرت مسیحؑ کے خاندان کی طرح بڑے بڑے خاندانوں سے ملتا تھا اور مغلوں اور فارسیوں کے شاہی خاندانوں کی نسل سے تھا اور ہندوستان میں صرف چند پُشتوں سے آکر بسا تھا مگر حضرت مسیحؑ کے خاندان کی طرح اس کی حالت اس وقت اسقدر غربت کی تھی کہ اپنی پہلی شان و شوکت کو وہ بہت کچھ کھو چکا تھا۔ آپ کے دادا سکھوں کی طوائف الملوکی کے زمانہ میں ایک سکھ قبیلہ سے جنگ کرتے ہوئے اپنی ریاست کو کھو بیٹھے تھے۔ گو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان کی جائدادیں سے پچاس گاؤں واگزار کر کے اور اپنی فوج میں اعلیٰ عہدہ دیکر ان کے والد کو پھر دنیاوی لحاظ سے آسودہ حال بنا دیا تھا مگر خدا تعالیٰ چاہتا تھا کہ اس خاندان سے کچھ اور کام لے۔ پس اس نے سکھ حکومت کو تباہ کر کے برطانیہ کی حکومت کو پنجاب میں قائم کر دیا اور اس کی آمد کیساتھ ہی اس ریاست کا بھی خاتمہ ہو گیا جو اس خاندان کو سینکڑوں سال سے حاصل تھی۔ برٹش گورنمنٹ کے نمائندوں نے بڑے مرافعوں کے بعد صرف ایک گاؤں کی ملکیت اور تین گاؤں کی تعلقہ داری آپ کے والد کے لئے منظور کی اور باقی سب جائداد ضبط کی گئی مگر اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ جس خاندان کو دین میں عزت دینا چاہتا ہے اس کو وفاداری کے مقام پر کھڑا کر دیتا ہے۔ باوجود اس کے کہ آپؑ کے والد کو برٹش گورنمنٹ سے سخت نقصان پہنچا تھا آپ ہمیشہ اس کے وفادار اور جان نثار رہے اور تنگی اور ترشی میں اسی طرح اس کا ساتھ دیا جس طرح کہ سکھ گورنمنٹ کا ساتھ دیا تھا اور غدر کے موقع پر جبکہ عام طور پر ملک میں برطانوی حکومت کے خلاف جوش پیدا ہو گیا تھا اور خصوصاً پرانے خاندانوں میں آپ نے اپنی طاقت سے زیادہ گورنمنٹ کی مدد کی اور پچاس سوار پیش کئے اور آپ کے بڑے بیٹے بانی سلسلہ کے بڑے بھائی جنرل نکلسن کے ساتھ خود جنگ میں شریک ہوئے اور ترموں گھاٹ پر باغیوں کے

زور کے توڑنے میں ایسا حصہ لیا کہ اس مشہور محب وطن نے خاص طور پر اس امر کا اقرار کیا کہ اس علاقہ میں سب سے زیادہ وفادار غدر کے موقع پر قادیان کا خاندان رہا۔

آپ کی پیدائش ۱۸۳۶ء * میں ہوئی ہے اور جس وقت سے کہ آپ پیدا ہوئے اس وقت سے لے کر اس وقت تک کہ آپ فوت ہوئے آپ کی زندگی خدا کی قوتوں اور اس کے جلال کی مظہر رہی ہے آپ جمعہ کے دن عصر کے وقت پیدا ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ ایک اور بچہ جو لڑکی تھی پیدا ہوا تھا اور اس طرح آپ کی پیدائش بھی ایک نشان تھا۔ کیونکہ لکھا تھا کہ آنے والا موعود توام پیدا ہوگا [۱] اور جمعہ کے دن عصر کے وقت آپ کی پیدائش اس لئے تھی کہ تا آپ جو اس دنیا کی ہدایت کے لئے آخری موعود تھے اور آدمؑ ثانی کا مقام رکھتے تھے آپ کا وقت پیدائش بھی آدمؑ اول کی پیدائش کے وقت سے اور اس کی پیدائش کے دن سے مطابق ہو۔

آپ کی پیدائش کے زمانہ کے قریب سے دنیا کے مختلف مذاہب میں آنے والے موعود کی جستجو شروع ہو گئی تھی اور اللہ تعالیٰ کا الہام مخفی طور پر دنیا کے مختلف حصوں میں نازل ہو کر لوگوں کو دنیا کے منجی کی آمد کے قرب کی بشارت دینے لگ گیا تھا۔ چنانچہ یورپ اور ایشیا کی مختلف قوموں اور مختلف مذاہب میں انیسویں صدی کے شروع سے آنے والے موعود کا انتظار لگ گیا تھا اور بہت لوگ تھے جو دنیا کو ہوشیار کرنے لگ گئے تھے کہ آخری موعود کا زمانہ قریب ہے۔ اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ تا ایسا نہ ہو کہ وہ تم کو سوتا پائے۔ چنانچہ خود انگلستان میں بھی ایسے لوگ تھے جو اس امر کا اعلان کرتے تھے ان میں سے ایک تو پریسبیٹیرین چرچ کا پادری ایڈورڈ اِروِنگ تھا اس نے ۱۸۲۱ء میں لندن میں وعظ کہنا شروع کیا اور تین مہینوں میں اس کے سامعین کی تعداد پچاس سے پندرہ سو تک بڑھ گئی اور بروہیم BROUGHAM کننگ CANNING میکنٹاش MACKIN TASH ولبرفورس WILLBER FARCE جیسے رجال سیاست اور بااثر آدمی اس کے سامعین میں شامل تھے وہ کہتا تھا کہ بیس سال کے عرصہ میں یروشلم کا علاقہ گندوں سے پاک کر دیا جائے گا اور وہ زمانہ جبکہ دنیا میں نیکی قائم کی جائے گی اور مسیح واپس آکر دنیا میں حکومت کریں گے نزدیک ہے۔ ان کے شاگرد مسٹر بکسٹر BAXTER کا اپنی نسبت بیان ہے کہ ان کی زبان پر دُعا کے وقت یہ الفاظ جاری ہوئے کہ مسیح کی آمد نزدیک ہے اور اس کے آنے پر زندہ ولی ایک جگہ پر

★ حسبِ تحقیق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب آپ کی تاریخ پیدائش ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء ہے۔ (مرتب)

[۱] فصوص الحکم مؤلفہ محی الدین ابن عربی اُردو ترجمہ صفحہ ۴۲ مطبوعہ اردو بازار لاہور ۱۹۸۸ء)

جمع کئے جاویں گے اور مردہ ولی زندہ کئے جاویں گے ان ایڈورڈ ارونگ صاحب کے ذریعہ سے فرقہ کیتھولک اپاسٹولک چرچ کی بنیاد پڑی۔

اسی طرح فرقہ اڈونٹسٹ انیسویں صدی سے مسیح کی آمد کا انتظار کر رہا ہے اور اس نے بہت سی تکالیف اٹھا کر بھی اپنے خیالات کو ترک نہیں کیا اور اب تک امریکہ میں اس کے افراد اپنے خیالات کی اشاعت میں مشغول ہیں۔

ان کے سوا لاکھوں انسان مسیحیوں اور یہودیوں میں ایسے تھے اور ہیں جو یہ یقین کرتے ہیں کہ مسیح کی آمد کا زمانہ یہی ہے اور انہوں نے اس امر پر کتابیں لکھی ہیں اور لٹریچر شائع کیا ہے۔ مسلمانوں میں بھی عام طور پر یہ یقین پایا جاتا تھا کہ تیرھویں صدی کے آخر یا چودہویں صدی کے شروع میں مسیح نازل ہوں گے اور اس کے متعلق بہت سے صاحب کشف لوگوں نے کشوف اور رؤیاء دیکھے تھے اور الہام پائے تھے جس کی وجہ سے تمام عالم اسلام کو اس امر پر یقین ہو گیا تھا کہ اب مسیحؑ کے نزول کا زمانہ قریب آگیا ہے اور اس طرح آپؑ کو اس سے جس کے نام پر آپ نے دنیا کو ہدایت دینی تھی اپنی پیدائش کے وقت سے ہی ایک مناسبت پیدا ہو گئی تھی کیونکہ پہلے مسیح کی پیدائش کے وقت بھی بعض لوگوں کو بتایا گیا تھا کہ مسیح پیدا ہونے والا ہے صرف فرق یہ ہے کہ اس کے وقت میں تو ستاروں سے لوگوں کو توجہ دلائی گئی تھی اور ان کے زمانہ میں غیر مذاہب کے لوگوں کو خوابوں اور قلبی اشاروں اور مسلمانوں کو کشفوں اور الہاموں کے ذریعے سے متوجہ کیا گیا۔

گو آپؑ کی پیدائش کے ساتھ آپؑ کے خاندان کی مالی حالت اچھی ہونے لگ گئی تھی مگر آپ کی نوجوانی کے ابتدائی ایام سے آپؑ کے والد کی مالی حالت خراب ہونے لگی کیونکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ فوت ہو گئے اور ان کے بعد طوائف الملوکی ہو گئی اور گورنمنٹ برطانیہ نے پنجاب پر قبضہ کرنے کے ساتھ ہی ان کی جائداد قریباً تمام کی تمام ضبط کر لی جس سے ان کے والد کے دل پر دنیا کی بے ثباتی کا ایک گہرا اثر پڑا اور ان کی اس حالت کو دیکھ کر نہایت ابتدائی عمر سے آپؑ کے دل پر بھی دنیا کی بے ثباتی کا ایک نہ مٹنے والا نقش جم گیا۔

باوجود اس کے کہ وہ زمانہ علم کا نہ تھا آپؑ کے والد نے خود استاد رکھ کر آپؑ کو تعلیم دلوائی مگر اس زمانہ کے لحاظ سے گو وہ تعلیم اعلیٰ خیال کی جا سکتی ہو۔ خصوصاً شرفاء میں جو کہ تعلیم کو صرف ادنیٰ قوموں کے لوگوں کے لئے مخصوص سمجھتے تھے لیکن مدرسی تعلیم کے لحاظ سے وہ تعلیم کچھ بھی نہ تھی اور ہمیشہ آپؑ کے دشمن علماء روحانی مقابلہ سے عاجز آ کر آپؑ کو اس امر کا طعنہ دیا کرتے تھے کہ کیا

یہ وہ شخص نہیں جس نے کسی اعلیٰ مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی پھر یہ عالم کیونکر ہو گیا؟ جس طرح کہ مسیح اول کی روحانی باتوں کو سُن کر اس وقت کے لوگ کہا کرتے تھے کہ کیا یہ یوسف بڑھئی کا بیٹا نہیں؟ اور اس کی ماں مریم نہیں؟ پھر اس نے یہ سب کچھ کہاں سے پایا؟ (متی باب ۱۳- آیت ۵۵- ۵۶)*

آپ کی طبیعت بچپن سے ہی ادب اور صداقت کی طرف مائل تھی اور پُرانے پرانے لوگ جنہوں نے آپ کا بچپن دیکھا ہے بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کسی کو جھوٹ بولتے یا لغو باتوں کی طرف مائل ہوتے یا استادوں کی نقلیں لگاتے دیکھتے تو آپ اس سے جُدا ہو جاتے اور کبھی گناہ کی طرف مائل نہ ہوتے بلکہ ہمیشہ علمی مشغلہ رکھتے۔ جب آپ جوان ہوئے تو آپ کے والد صاحب نے چاہا کہ آپ کو کسی کام پر لگائیں لیکن آپ نے اس امر کی طرف توجہ نہ کی اور رات دن دین کی باتوں کی طرف متوجہ رہتے اور لوگوں سے کم ملتے۔ کھانا کم کھاتے اور اپنا کھانا الگ منگوا لیتے اور چند یتیم اور غریب لوگوں کو اکٹھا کر کے ان میں تقسیم کر دیتے اور بہت تھوڑا سا کھانا ان کے ساتھ بانٹ کر کھاتے اور جب ان کے والد چاہتے کہ آپ کسی کام پر لگیں تو آپ کہتے کہ جس کام پر میں نے لگنا تھا لگ گیا ہوں آپ میری فکر نہ کریں مگر آپ کے والد بعض دفعہ نہایت افسردگی سے اپنے دوستوں سے ذکر کرتے کہ دیکھو یہ میرا بیٹا اپنے بھائیوں کے سہارے پر زندگی بسر کرے گا۔ اس کا مجھے بہت دُکھ ہے مگر بعض دفعہ خوش ہو کر یہ بھی کہتے کہ اصل کام تو یہی ہے جس میں یہ لگا ہوا ہے۔

اور ایسا ہوا کہ ان دنوں میں آپ گھر والوں کے طعنوں کی وجہ سے کچھ دنوں کے لئے قادیان سے باہر چلے گئے اور سیالکوٹ جا کر رہائش اختیار کر لی اور گذارہ کے لئے ضلع کی کچہری میں ملازمت بھی کر لی۔ وہاں کی رہائش کے ایام میں آپ کے لئے آسمان کے دروازے کُھلنے لگے اور خدا کے فرشتے آپ پر نازل ہونے لگے اور آپ کو بہت سی باتیں اللہ تعالیٰ غیب کی بتاتا جو اپنے وقت میں پوری ہو جاتیں جس سے مختلف مذاہب کے لوگ جو آپ سے تعلق رکھتے تھے آپ کی قوتِ قدسیہ کے قائل ہونے لگے اور سب لوگ آپ کی نسبت محسوس کرنے لگے کہ آپ کی زندگی دُنیا کے لئے عجیب ہو گی۔ اور ایسا ہوا کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے کئی قسم کی کرامتیں دکھانی شروع کیں جن کو ہندو مسلمان دیکھ کر حیران ہونے لگے اور خدا تعالیٰ کی طاقتوں پر ان کے ایمان بڑھنے لگے۔

ایک دفعہ آپ کچھ اور دوستوں سمیت جن میں ہندو بھی تھے اور مسلمان بھی ایک مکان میں سو رہے تھے کہ آپ کی آنکھ کُھلی اور آپ کو ایک آواز سُنائی دی جس سے آپ نے سمجھا کہ یہ چھت اب گرنے والی ہے آپ نے اپنے ساتھیوں کو جگایا اور ان کو یہ بات بتائی مگر انہوں نے اس کو معمولی سمجھا اور چھت

* نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

کو دیکھ کر پھر سو گئے۔ پھر انہوں نے جگایا کہ میں نے آواز سنی ہے اُٹھو اور اس مکان کو خالی کر دو مگر انہوں نے پرواہ نہ کی اور ان کا وہم سمجھا۔ پھر ان کو ایسی ہی آواز آئی اور دل میں ڈالا گیا کہ یہ چھت گرے گی اور صرف آپؑ کے نکلنے کا انتظار کر رہی ہے۔ اس پر آپؑ نے ان کو جبراً اُٹھایا اور پہلے ان کو نکالا اور آخر میں آپؑ نکلے۔ جونہی کہ آپؑ نے قدم اُٹھا کر سیڑھی پر رکھا چھت گر گئی اور تمام ساتھیوں نے محسوس کیا کہ اگر آپؑ وہاں نہ ہوتے یا پہلے ان کو نکال کر بعد میں خود نہ نکلتے تو ضرور وہ اس چھت کے نیچے دب کر مر جاتے اور وہ آپؑ کو عزت اور تعجب کی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

جبکہ آپؑ سیالکوٹ ہی میں تھے کہ آپؑ کی والدہ سخت بیمار ہو گئیں اور آپؑ کے والد صاحب نے ان کی بیماری کے سبب سے بھی اور اس خیال سے بھی کہ اس قدر عرصہ باہر رہنے کی وجہ سے اور دنیا کے سرد و گرم کے چکھنے کے سبب سے اب آپؑ کی طبیعت دنیا کے کاروبار کی طرف مائل ہو گئی ہو گی آپؑ کو واپس بلوا لیا اور اپنی جائداد کا انتظام آپ کے سپرد کر دیا۔ مگر وہ پاکیزگی اور خدا سے لگاؤ جو آپؑ کو حاصل تھا اس کا زور جس طرح کچہری کی ملازمت سے کم نہ ہوا تھا اب جائداد کے انتظام سے بھی اس میں کوئی کمی پیدا نہ ہوئی۔ آپؑ والد کے کہنے پر کام تو کرتے مگر توجہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف رہتی اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی یاد کو نہ بھولتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ایک مقدمہ پر گئے ہوئے تھے کہ نماز کا وقت آ گیا۔ بعض دوستوں نے کہا کہ اس وقت یہاں سے جانا درست نہیں کیونکہ ابھی مجسٹریٹ آواز دے گا مگر آپؑ نے اس کی پرواہ نہ کی باہر جا کر نماز شروع کر دی۔ اس عرصہ میں مجسٹریٹ نے پہلے مقدمہ سے فراغت حاصل کر کے آپؑ کے مقدمہ کا کام شروع کیا اور آپؑ کو آواز دی گئی مگر آپ اطمینان سے نماز پڑھتے رہے اور جب عبادت الٰہی سے فراغت حاصل کر کے عدالت میں گئے تو اس وقت تک مجسٹریٹ مقدمہ ختم کر چکا تھا۔

انہی دنوں میں ایک اور واقعہ پیش آیا جس سے آپؑ کا تعلق باللہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ کہ آپ ایک ضروری مقدمہ کے لئے گئے ہوئے تھے جس پر آپؑ کے والد کے حقوق کا بہت کچھ انحصار تھا ایک دوست کے ہاں ٹھہرے ہوئے تھے جب مقدمہ سے واپس آئے تو بہت خوش تھے۔ اس دوست نے سمجھا کہ آپؑ مقدمہ جیت آئے ہیں مگر معلوم ہوا کہ مقدمہ آپؑ کے والد کے خلاف ہوا تھا اور آپؑ خوش اس امر سے تھے کہ اب کچھ دن آرام سے عبادت الٰہی کا مزا حاصل کریں گے۔ ان دنوں میں آپؑ نے ثابت کر دیا کہ کس طرح انسان والدین کی اطاعت کرتے ہوئے بھی اپنے مالک اور آقا کو خوش کر سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ اپنے ماں باپ کی ہتک کر کے ہی خدا کو خوش کرے۔

آپؑ کی عمر کوئی چالیس برس کی ہوگی کہ آپؑ کے والد فوت ہو گئے اور یہ پہلا دن تھا کہ آسمان کے دروازے آپ پر کھولے گئے اور خداوند خدا آسمانوں اور زمینوں کا خدا آپ سے ہمکلام ہوا اور اس نے کہا کہ دیکھ مغرب کے وقت تیرا والد فوت ہوگا اور جب ایک آن کے لئے آپؑ کے دل میں خیال گزرا کہ پھر میں کیا کروں گا؟ کہ اکثر آمدنی انہی کے ذریعہ سے تھی تو پھر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا اور وہ یوں گویا ہوا۔ کہ اے میرے بندے! کیا تیرا رب تیرے لئے کافی نہیں؟ اس وقت سے آپؑ کی حالت دمبدم بدلنے لگی اور خدا کا جلال روز بروز زیادہ شوکت کے ساتھ ظاہر ہونے لگا اور دیکھو کہ آسمان اور زمین کے راز آپ پر کھلنے لگے اور اکثر باتیں جو آئندہ ہونی ہوتیں آپ پر ظاہر کی جاتیں اور وہ لوگ جو ان کو سنتے تعجب کرتے اور حیرت سے کہتے کہ خدا کے کام عجیب ہیں۔

اس وقت تک آپ کی صداقت اور نیکی کو دیکھ کر لوگوں پر یہ اثر پڑ گیا تھا کہ دشمن بھی آپؑ کی صداقت کا اقرار کرنے لگ گئے تھے اور آپ کے خاندان سے جن لوگوں کا جھگڑا ہوتا وہ اکثر اس امر پر راضی ہو جاتے تھے کہ جو فیصلہ آپ کر دیں وہ انہیں منظور ہوگا اور جب آپ باوجود اپنا نقصان ہونے کے ہر ایک کا حق اس کو دلواتے تو لوگ تعجب کرتے کہ کس طرح خدا اس شخص میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور آپؑ کی عادت تھی کہ جب آپ کو معلوم ہوتا کہ کسی کا حق کوئی شخص مارتا ہے تو اس کو سمجھاتے اور اس کا حق دلوانے کی کوشش کرتے اور خصوصاً اپنے بھائی کو جو آپؑ کی اور اپنی جائداد کے منتظم تھے بہت سمجھاتے کہ ہر ایک کا حق اس کو ادا کریں اور دنیا کے نقصان کی پرواہ نہ کریں اور اس طرح وہ بات پوری ہوئی کہ ابنِ آدمؑ آکر دُنیا کو عدل و انصاف سے بھر دیگا۔

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے پے درپے آپ پر نازل ہونے شروع ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس قسم کے احکام نازل ہوئے جن کا مطلب یہ تھا کہ اسلام اس وقت نہایت بے کس حالت میں ہے اور دُنیا کی نظروں میں حقیر تو اُٹھ کر اس کی مدد کر اور اس کی عظمت اور صداقت کو لوگوں پر ظاہر کر۔ چنانچہ آپؑ نے ایک ضخیم کتاب براہینِ احمدیہ نام اس غرض سے تصنیف کی اور اس میں اسلام کی صداقت اور اس کی دوسرے مذاہب پر فضیلت ثابت کی اور ہر مذہب وملت کے لوگوں کو بلایا کہ اپنی الہامی کتابوں میں جو خوبیاں ہیں ان کو اسلام کے مقابلہ پر ظاہر کریں مگر باوجود بار بار کے بلانے کے لوگ مقابل پر نہ آئے اور ملک کے بڑے بڑے عالموں نے اقرار کیا کہ ایسی کتاب بغیر خدا کی تائید کے نہیں لکھی جا سکتی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ آپؑ نے کسی بڑے مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی نہ کسی بڑے عالم سے علم سیکھا ہے مگر ابھی وہ کتاب مکمل نہ ہوئی تھی کہ اللہ نے آپؑ

پر ظاہر کیا کہ اب ہم تجھ سے ایک اور رنگ میں کام لینا چاہتے ہیں اور تُو مسلمانوں کی روحانی حالت کی درستی کی طرف توجہ کر۔ پھر آپ نے اس بات کے لئے اعلان کیا کہ جو لوگ خدا کے لئے آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں بیعت کریں۔ اس وقت سے آپ کی مخالفت ہونی شروع ہوگئی اور اسلام کی تائید کی وجہ سے مسیحی اور ہندو تو پہلے سے ہی مخالف تھے اب مسلمان بھی مخالفت پر آمادہ ہوگئے اور وقت کے علماء نے جو فقیہوں اور فریسیوں کے جانشین تھے اس امر کو پسند نہ کیا کہ لوگ ہماری اطاعت سے نکل کر اس کے ساتھ مل جاویں۔ کیونکہ وہ لوگ جانتے تھے کہ اس کے ساتھ مل کر انسان انسانی روایتوں کے بندھنوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور صرف خدا کی حکومت اس کے دل پر باقی رہ جاتی ہے۔ آپ خاموشی سے اپنا کام کرتے چلے گئے مگر ابھی تک آپؑ پر اللہ تعالیٰ نے پوری طرح نہ کھولا تھا کہ آپؑ خدا کی نظروں میں کیا ہیں؟ جس طرح کہ مسیح اول پر بھی اپنی بعثت کے ابتدائی ایام میں نہ کھلا تھا کہ خدا نے اسے مسیح بنا کر بھیجا ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ اس نے اپنی بعثت کے دوسرے سال حواریوں سے سوال کیا کہ لوگ مجھے کیا سمجھتے ہیں؟ اور جب انہوں نے کہا کہ بعض الیاس، بعض یوحنا، بعض یرمیاہ اور بعض نبیوں میں سے کوئی۔ پھر اس نے پوچھا کہ تم مجھے کیا سمجھتے ہو؟ تو اس پر شمعون نے جواب دیا کہ تُو مسیح ہے اس پر مسیح نے کہا کہ تجھ پر خود خدا نے یہ راز کھولا ہے اور کہا کہ مگر ابھی

"کسُو سے نہ کہنا کہ مَیں یسوع مسیح ہوں"۔ (متی باب ۱۶ - آیت ۲۰)★

اسی طرح مسیح ثانی سے ہؤا کہ پہلے دو سال تک اس کو معلوم نہ ہؤا کہ وہی مسیح ہے۔ مگر آخر ۱۸۹۰ء کے آخر میں وہ وقت آ گیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ نازل ہؤا اور اس نے حقیقت آپؑ پر کھول دی جس کا ماحصل یہ تھا کہ تُو ہی وہ مسیح ابن مریمؑ ہے جس کی نسبت پہلے نوشتوں میں خبر دی گئی تھی کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے آنے والا ہے اور پہلا مسیح باقی نبیوں کی طرح عمر پا کر فوت ہؤا اور اپنے باپ سے جو آسمان پر ہے اپنے باقی بھائیوں کی طرح جو اس سے پہلے گزر چکے تھے جا ملا ہے اور یہ جو کہا گیا تھا کہ وہ دوبارہ دنیا میں آئیگا اس سے یہی مراد تھی کہ اس کے نام سے ایک شخص آئے گا جو اس کی طبیعت اور اس کی قوت سے کام کرے گا۔

جس وقت آپ نے اس امر کا اعلان کیا تمام ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک مخالفت کا ایسا جوش امنڈ آیا کہ اس کی نظیر بہت ہی کم ملتی ہے۔ مسیحیوں کی طرف سے بھی سخت مخالفت شروع ہوگئی اور مسلمانوں کی طرف سے بھی اور گورنمنٹ بھی شک کی نگاہوں سے دیکھنے لگی کیونکہ آپؑ کا دعویٰ مہدی ہونے کا بھی تھا اور مہدی کے نام کے ساتھ اس قدر روایات خونریزی کی وابستہ ہیں کہ گورنمنٹ اس

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

نام کے سنتے ہی چوکس ہو جانے اور آپؑ کے سلسلہ کو شک کی نگاہوں سے دیکھنے پر مجبور تھی. مگر آپؑ نے کسی کی پرواہ نہیں کی اور خدا نے جو کچھ بتایا تھا اس کا اعلان شروع کر دیا اور لوگوں کو خدا کی طرف بلانا شروع کر دیا اور بڑے زور سے تمام اقوام کو خدا کی بادشاہت میں داخل ہونے کی دعوت دینی شروع کی۔ اور تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ سے آپؑ نے دُنیا کو جو نصیحت کرنی شروع کی اس کا ماحصل یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کا برگزیدہ مذہب جس سے اس وقت نجات وابستہ ہے اسلام ہی ہے اور اس کا آخری کلام جس کے ذریعے سے انسان خدا تعالیٰ سے مل سکتا ہے قرآن کریم ہی ہے اور اس کا آخری رسول جو شریعت لے کر آیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ مجھے اس نے جو سب دُنیا کا پیدا کرنے والا اور سب جہانوں کا مالک ہے اس غرض کے لئے بھیجا ہے کہ میں دُنیا کو جو خدا اور اس کے کلام اور اس کے رسولؐ سے منہ موڑ چکی تھی ان کی طرف پھیر کر لاؤں اور قوموں کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاؤں اور اس کی پُر امن حکومت میں داخل کروں اور وہ جو اس سے جدا ہو گئے تھے ان کو اس سے لا کر ملاؤں اور بے ایمانوں کو ایمان دوں اور اندھوں کو آنکھیں بخشوں اور بہروں کو کان دوں اور وہ جن کے جسم برص سے بدنما ہیں ان کو چنگا کروں اور مُردوں کو زندہ کروں اور غافلوں کو ہوشیار کروں اور سوتوں کو جگاؤں اور روٹھے ہوؤں کو مناؤں اور بگڑے ہوؤں کو سنواروں اور گرے ہوؤں کو اُٹھاؤں اور جن کا کوئی والی اور وارث نہیں ان کی خبر گیری کروں اور جن کو خدا کی بادشاہت سے دھتکارا گیا تھا ان کے لئے اس کے دروازے کھولوں اور ان کے حق ان کو دلواؤں اور اس نے اس دن سے بڑے زور سے منادی کرنی شروع کر دی کہ اے لوگو! جو خواہ کسی مذہب کے ہو تمہارے لئے خدا کی رحمت کے دروازے کھلے ہیں تم خدا کو ایک مانو اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو اختیار کرو تو تمہارے لئے آسمان سے برکتیں نازل ہوں گی اور زمین سے افزونی ہوگی اور اے لوگو جو مسلمان کہلاتے ہو مت خیال کرو کہ تم مسلمان کہلا کر خدا کو خوش کر لوگے۔ خدا تعالیٰ منہ کی باتوں سے خوش نہیں ہوتا بلکہ دل کے اعمال سے اور جوارح کی تصدیق سے۔ تم اپنے خیالات کو درست کرو اور اپنے اعمال کی نگہبانی کرو کیونکہ یہی باتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حضور میں بندہ کو عزت دیتی ہیں یہ مت خیال کرو کہ ہم خدا کے پیارے ہیں وہ ہمیں سزا نہیں دے گا بلکہ ہمارے دشمن کو مارے گا وہ تمہارے دشمن سے پہلے تمہیں مارے گا اور اس کو جہنم میں گرانے سے پہلے تم کو گرائے گا کیونکہ وہ اس کی تعلیم سے ناواقف تھا اور تم واقف تھے اور وہ اندھیرے میں ہونے کے سبب حق اور باطل میں فرق نہیں کر سکتا تھا اور تم کر سکتے تھے۔

اے مسلمانو اور مسلمانوں کی اولاد و! اپنے دل کی سختی کو ترک کرو اور خدا کے لئے حلیمی اختیار کرو اور دین کے نام سے تلوار چلا کر خوش نہ ہو کہ اس طرح تم خدا کے پیارے نہیں بلکہ اس کی نظروں میں ناپسندیدہ ٹھہرتے ہو کیونکہ تم اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے اور اپنے لئے لُوٹ حاصل کرنے کے لئے خدا اور رسولؐ اور اس کی کتاب اور اس کے دین کو بدنام کرتے ہو اور اپنے پیٹ پالنے کے لئے لوگوں کے گلے کاٹتے ہو اور خدا تعالیٰ کو تو بدنام کرتے ہو مگر اپنے لئے عزت چاہتے ہو کیا خدا کا کلام اپنی عزت کے لئے ڈاکے اور قتل کا محتاج ہے؟ بندہ کا اچھا کلام بھی جب اپنی خوبی منوانے کے لئے ظلم اور تعدی کا محتاج نہیں ہوتا تو پھر خدا کا کلام اس کا محتاج کیوں ہونے لگا؟ اے سنگدلو! جس چیز کو تم جہاد سمجھتے ہو اور دین کی جنگ قرار دیتے ہو وہ لُوٹ اور ڈاکے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے ساتھ تم نے دین کی مدد نہیں کی بلکہ ہر شریف اور نیک انسان کو سچے مذہب سے بدظن کر دیا ہے اور اب تم ہر ایک اس شخص کے گناہ کے ذمہ وار ہو جس کو اس طرح تم نے اسلام سے پھیرا دیا ہے۔

اے علماء کے گروہ! تمہارے لئے اس قدر بس تھا کہ خدا تم سے خوش ہو جاتا بلکہ یہ سب سے بڑی بات تھی اور اس کے سوا کوئی اور پسندیدہ بات نہ تھی مگر تم نے دنیا کی خوشی کو اپنا مقصد قرار دیدیا ہے اور لوگوں کے مونہوں کی طرف دیکھتے ہو اور ان کی آوازوں کی طرف کان رکھتے ہو مگر خدا کی رضا کی پرواہ نہیں کرتے اور اس کی آواز پر کان نہیں دھرتے تم جس بات کے پیچھے پڑے تم نے وہ حاصل کرلی لیکن تم دنیا کی رضا چاہ کر خدا کی رضا حاصل نہیں کر سکتے وہ تم سے اپنا حق چاہے گا اور اپنے مطالبہ کو تم سے پورا کرے گا۔

اے لوگو! تم مال و دولت جمع کرکے سُکھ نہیں پا سکتے بلکہ ہر ایک جو خدا کی غریب اور نادار مخلوق کی خبر گیری کرتا ہے وہی سُکھ پائے گا اور جو عاجزوں کی مدد کرتا ہے خداوند کی طرف سے مدد دیا جائیگا اور جو کمزوروں کا خیال رکھتا ہے آسمان پر اس کا خیال رکھا جائے گا اور جب وہ سو رہا ہوگا خدا اس کے لئے جاگے گا اور جب وہ غافل ہوگا خدا اس کے لئے ہوشیار ہوگا۔ اور جب وہ اپنے دشمن سے بے خبر ہوگا خدا تعالیٰ اس کی طرف سے اس کے دشمن کا مقابلہ کرے گا کیونکہ اس نے اپنے محدود ذرائع کے ساتھ خدا کے غریب بندوں کی مدد کی اور ان کو ہلاکت سے بچایا پس خدا کی غیرت کب برداشت کرے گی کہ وہ غیر محدود خزانہ رکھتے ہوئے اس سے بخل کرے اور اپنے خزانوں کو اس سے روک لے؟

جھوٹ مت بولو کہ جھوٹ ایک زہر ہے سچ کو اختیار کرو کہ خدا کے حضور میں راستباز ہی مقبول ہوتے ہیں۔ امانت سے کام لو اور خیانت سے پرہیز کرو۔

تم سے کہا گیا تھا کہ بدنظری سے کسی عورت کی طرف مت دیکھو مگر میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس زمانہ کے سردار محمد مصطفیٰؐ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تُو کسی نامحرم عورت کو نہ دیکھ خواہ بدنظری سے خواہ نیک نظری سے۔ سوائے اس کے کہ تیری نظر اتفاقی طور پر پڑ جائے کیونکہ دل کے بھی دروازے ہوتے ہیں۔ جس طرح گھروں کے دروازے ہوتے ہیں اور دروازوں کو کُھلا چھوڑنا اور چوروں سے مطمئن رہنا نادانی کی بات ہے اور بیوقوفوں کا کام ہے۔

تم سے کہا گیا تھا کہ اسقدر شراب نہ پیو کہ مست ہو جاؤ مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ نبیوںؑ کے سردارؐ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تم میں سے کوئی شراب نہ پیئے نہ مست ہونے کی حد تک اور نہ اس سے کم کیونکہ شراب ایک زہر ہے جو دماغ کی باریک طاقتوں کو ہلاک کر دیتا اور خدا سے ہمکلامی کی طاقت کو مار دیتا ہے اور وہ ایک اژدہا ہے جو انسان کو کھینچ کر ایسے علاقوں میں لے جاتا ہے جہاں وہ نہیں جانا چاہتا تھا۔

تم سے کہا گیا تھا کہ بے سبب غصہ مت ہو۔ مگر راستبازوں کے سردارؐ کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تو یہی نہ کر کہ بے سبب غصہ مت ہو بلکہ تُو دوسروں کو بھی سمجھا کہ بے سبب غصہ نہ ہوں اور لوگوں پر رحم کریں کیونکہ اگر یہ بے سبب غصہ نہیں ہوتا تو اپنی جان بچاتا ہے مگر یہ خدا سے ملنا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ دوسروں کو بھی بچائے۔

تم سے کہا گیا تھا کہ عورت کو سوائے زنا کے طلاق نہ دو مگر میں تمہیں اسلام کے مطابق یہ تعلیم دیتا ہوں کہ زنا ہی ایک بدکاری نہیں اس سے اُتر کر اور اس کے علاوہ بھی بہت سی بدکاریاں اور بدیاں ہیں تو ان کی وجہ سے بھی جب دیکھے کہ عورت کی اصلاح کسی طرح نہیں ہو سکتی تو اس کو طلاق دے سکتا ہے جیسے اگر کوئی عورت ظالمہ ہے کہ دوسروں کو دُکھ دیتی ہے یا بدنظر ہے یا بے حیا ہے یا خائن ہے کہ لوگوں کے حقوق کو دبا لیتی ہے اور باوجود سمجھانے کے باز نہیں آتی اس صورت میں وہ تجھ سے نہیں بلکہ ایک خراب شدہ عضو ہے اگر وہ علاج پذیر نہیں ہوتا تو اس کو کاٹ کر پھینک دے۔

تمہیں کہا گیا تھا کہ قسم نہ کھا لیکن اسلام کے مطابق تمہیں یہ تعلیم دیتا ہوں کہ جھوٹی قسم نہ کھا اور نہ بلا ضرورت قسم کھا اور نہ ان چیزوں کی قسم کھا جن کی قسم کھانا قسم کی غرض کو پورا نہیں کرتا۔ ہاں ضرورت

کے مطابق سچی قسم تُو کھا سکتا ہے کیونکہ دُنیا کے کاروبار کو درست طور پر چلانے کے لئے قسم بھی ایک ضروری شئے ہے اور حکومتوں کے بہت سے کام قسم کے ذریعے ہی چلتے ہیں۔

تم سے کہا گیا تھا کہ ظالم کا مقابلہ نہ کر مگر میں تم سے اسلام کی تعلیم کے مطابق کہتا ہوں کہ ہر جگہ ہر ظالم کا مقابلہ نہ کرنا درست نہیں بلکہ اصل تعلیم یہی ہے کہ ہر ایک بدی کا بدلہ اس کے مطابق ہے۔ہاں جس جگہ بدی کے معاف کر دینے سے بدکار کی اصلاح کی اُمید ہو یا اور کوئی ایسا فائدہ مترتب ہوتا ہو جو بدکار کو سزا دینے سے زیادہ ہے تو تب تُو معاف کر اور سزا نہ دے کیونکہ اس صورت میں اگر تُو سزا دیگا تو بدی کو پھیلانے والا ہوگا نہ اس کو مٹانے والا۔

تم سے کہا گیا تھا کہ اپنے دشمن سے پیار کرو مگر میں تمہیں اسلام کی تعلیم کے مطابق کہتا ہوں کہ تُو اپنی نفسانیت کی وجہ سے کسی کا دشمن نہ ہو اور نہ اپنی نفسانیت کی وجہ سے کسی کو اپنا دشمن بننے کا موقع دے اور چاہئے کہ تیرا دشمن ہونا صرف خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کی کتاب کی وجہ سے ہو اور اس صورت میں بھی گو تُو اس کے لئے دعا کرے اور اس کے لئے ہدایت طلب کرے مگر یاد رکھ کہ اس کے فعل سے پیار نہ کر اور اس کو ایک آنکھ سے پسند نہ کر بلکہ چاہئے کہ جسقدر جلد ہو سکے اس کو مٹا اور دنیا کو بدی سے پاک کر کیونکہ بدی کا قائم رہنا نہ صرف تیرے لئے بلکہ اس کے لئے بھی جو بدی کرتا ہے مُضر ہے۔تجھے چاہئے کہ بد انسان کا خیر خواہ ہو اور بدی کا دشمن۔

پھر وہ مسیحیوں سے مخاطب ہو کر یوں کہتا کہ اے لوگو جنہوں نے علم کو اپنا شعار بنایا ہے اور محبت کو اپنا لباس تم کیوں منہ سے وہ باتیں کہتے ہو جو کرتے نہیں ؟ کیا فریسی اور فقیہی یہی کام تم سے پہلے نہیں کرتے تھے ؟ اور کیا وہ باوجود موسیٰؑ اور دوسرے نبیوںؑ پر ایمان لانے کے ہلاک نہیں ہو گئے ؟ پھر تم میں کیا فضیلت ہے کہ صرف منہ کی حلیمی اور زبان کی باتوں سے تم خدا کی بادشاہت میں داخل ہو جاؤ ؟ چاہئے کہ جس طرح تم کہتے ہو کر کے بھی دکھاؤ۔تا خدا تمہیں صداقت کی طرف ہدایت کرے اور راستی کو تم پر ظاہر کرے۔تم لوگوں کو سناتے ہو کہ اگر کوئی تیرے ایک گال پر تھپٹر مارے تو دوسرا بھی اس کے سامنے پھیر دے لیکن تمہارا اپنا یہ حال ہے کہ بلا اس کے کہ کوئی تمہاری گال پر تھپٹر مارے تم دوسروں کی گالوں پر تھپٹر مارتے ہو اور اگر کوئی تم پر زیادتی کر بیٹھے تو تم اس وقت تک پیچھا نہیں چھوڑتے جب تک اس کو مٹا نہ لو تم چادر مانگنے والے کو کُرتا بھی اُتار کر نہیں دیتے بلکہ جس کے جسم پر چادر دیکھتے ہو چاہتے ہو کہ چھین لو بلکہ ساتھ ہی کُرتا بھی۔

تم لوگوں سے کہتے ہو کہ اپنے ہمسایوں سے پیار کرو لیکن تمہارا کون سا ہمسایہ ہے جو تم سے

خوش ہے؟ تم اپنے ہمسایوں کو مٹانا چاہتے ہو اور ان کی قبروں پر بیٹھ کر مے کے پیالے اُڑاتے ہو اور ان کے برباد مکانوں میں عیش کی مجالس مقرر کرتے ہو اور ان کی بیواؤں اور ان کے یتیموں کی آہ و زاریوں پر قہقہہ لگاتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ اسی لائق تھے۔

تم لوگوں کو سناتے ہو کہ چاہیئے کہ تمہارے عمل دکھاوے کے لئے نہ ہوں لیکن خود تمہارے عمل اسی قسم کے ہوتے ہیں کیا تمہاری ہر ایک بات دکھاوے کے لئے نہیں؟ کیا تمہارا ہر ایک کام ریاء کے طور پر نہیں؟ اور کیا تم نے اپنی تمام ترقی کا مدار اسی کو نہیں سمجھ رکھا کہ لوگوں کو بتاؤ کہ ہم نے کیا کام کئے ہیں؟

تم لوگوں سے کہتے ہو کہ نیکی کو نیکی کے لئے کرو لیکن خود تم ہر ایک کام کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیتے ہو کہ اس سے ہمیں سیاسی فائدہ کیا پہنچے گا اور مالی فائدہ کیا پہنچے گا؟ حتّٰی کہ تم اس کلام کو بھی جسے خدا کا کلام سمجھتے ہو اس لئے دُنیا میں پھیلاتے ہو تا تمہارا جتھہ مضبوط ہو جاتے اور تمہاری طاقت بڑھ جائے ورنہ تم میں سے اکثر ایسے ہیں جو خدا اور اس کے کاموں پر مطلق یقین نہیں رکھتے۔

تم لوگوں کو خدا کی بادشاہت کے وعدے دیتے اور اس کی طرف بلاتے ہو لیکن تمہارا اپنا یہ حال ہے کہ وہ تسلی دہندہ جس کی نسبت یسوعؑ کہہ چکا ہے کہ وہ ساری سچائی کی باتیں سکھائے گا اس کو آئے ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ گذر چکے ہیں اور اب تک تم نے اس کو قبول نہیں کیا اور نہ صرف یہ کہ اس کو قبول نہیں کیا بلکہ تم اس سے عداوت کرتے ہو اور اس سے پیار کرتے ہو جو بیٹے کے رنگ میں آیا اور اس سے دشمنی کرتے ہو جو باپ کا نام پاکر آیا اور یہ بھول جاتے ہو کہ بیٹے کا گناہ معاف ہو سکتا ہے مگر رُوح کا نہیں۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم شاخ سے محبت کرتے ہو مگر جڑ کو کاٹتے ہو۔

سب سے بڑا جُرم جس کے مقابلہ میں تمہارے سب عیب حقیر نظر آتے ہیں یہ ہے کہ تم اس کی ہتک کرتے ہو جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور جو آدمؑ کا خدا ہے اور نوحؑ کا خدا ہے اور ابراہیمؑ کا خدا ہے اور اسحاقؑ اور اسمٰعیلؑ کا خدا ہے اور یوسفؑ کا خدا ہے اور موسیٰؑ کا خدا ہے اور داؤدؑ کا خدا ہے اور یسوعؑ کا خدا ہے۔ تم پڑھتے ہو کہ وہ ایک خدا ہے اور تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ اس نے بیٹے کو سب کچھ دیا اور تم یہ بھی پڑھتے ہو کہ تم اس کے مقابلہ میں کسی کو کھڑا مت کرو مگر پھر تم یسوعؑ مسیح کو جو اس کا ایک بندہ تھا اور نبیوںؑ میں سے ایک نبی

اور صرف تمثیلی طور پر خدا کا بیٹا کہلاتا تھا جس طرح اور بعض نبیؑ خدا کہلاتے تھے خدا کا حقیقی بیٹا قرار دیتے ہو اور اس کے لئے عبادت کرتے ہو اور اس سے دُعائیں مانگتے ہو اور اس کی بڑائی اس طرح کرتے ہو جس طرح خدا کی کرنی چاہئے اور پھر ساتھ ہی ساتھ ایک ہی سانس سے یہ بھی کہے جاتے ہو کہ شرک نہ کرو کہ شرک ایک بہت بُری چیز ہے اور خدا کی نظروں میں ناپسند۔ اور نہیں ڈرتے کہ اس عظیم الشان گناہ کا کیا نتیجہ نکلے گا؟ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ خود یسوع مسیح تمہارے خلاف باپ کے سامنے کھڑا ہوگا اور تم پر گواہی دے گا اور تم سے نفرت کا اظہار کرے گا کیونکہ اس نے عمر بھر یہی تعلیم دی کہ تُو سب سے زیادہ باپ کی عزت کر اور وہ یہی کہتا رہا کہ علم غیب بھی خدا کو ہے اور سب طاقت بھی خدا کو ہے اور سب نشانات بھی اس کے پاس ہیں اور فیصلہ بھی وہی کرے گا اور مالک بھی وہی ہے اور رازق بھی وہی ہے مگر باوجود اس کے تم نے اس کی باتوں کو ردّ کیا۔ تم نے اس سے محبت کر کے دشمنی کی اور پیار جتا کر مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے کہلا کر اس کے عمر بھر کے کام کو تباہ کیا اور پھر تم خوش ہو کہ وہ واپس آکر تمہارے کاموں کا اچھا بدلہ دے گا۔ اے نادانو! اچھا بدلہ نہیں بلکہ وہ تمہیں ملزم کرنے کے لئے آوے گا چنانچہ مَیں اس کے نام پر اس لئے کھڑا کیا گیا ہوں تا تمہاری غلطیوں پر تمہیں آگاہ کروں اور تمہیں اس عذاب کے دن سے ڈراؤں جس دن آسمان ہلائے جاویں گے اور زمین جنبش کھائیگی اور ہر ایک انسانی صنعت جس پر وہ فخر کرتا تھا اور اسے اچھا سمجھتا تھا اپنے بنانے والے کے لئے ہلاکت کا موجب ہوگی اور انسان اپنے ہاتھوں کی محنت سے مارا جائے گا اور اپنی انگلیوں کی صنعت سے قتل کیا جائے گا اور جس پر وہ فخر کرتا تھا وہی اس کو اس کی قبر میں دھکیلے گی۔ پس وقت سے پہلے ہوشیار ہو جاؤ اور اس گھڑی کے آنے سے پہلے توبہ کرلو اور اس کو قبول کرلو جس کی اپنی پہلی بعثت میں مسیح نے خبر دی اور اب اپنی دوسری بعثت میں وہ تمہیں اس کی طرف بُلاتا ہے۔ اگر تم اس کو قبول کرلو گے تو مَیں تمہارا اپنے باپ کے پاس گواہ ہوں گا اور تمہاری راستبازی کو اس پر ظاہر کروں گا اور تم اس کی رضا کو پاؤ گے اور اس کی رحمت کے کاموں کو محسوس کروگے۔

تم کہتے ہو کہ مسیح صلیب پر لٹک کر فوت ہوگیا اور اس طرح اس کو جو بے گناہ تھا لعنتی قرار دیتے ہو اور جو تمہارے لئے دُکھ اُٹھاتا تھا اسے لوگوں کی نظروں میں حقیر قرار دیتے ہو کیونکہ مقدس نوشتوں میں لکھا تھا کہ جو صلیب پر لٹک کر مرتا وہ لعنتی اور جھوٹا نبی ہوتا ہے۔ پس تم اپنے

منہ سے اس کے جھوٹے ہونے کا اقرار کرتے ہو اور اس کے دشمنوں کو اس پر ہنسنے کا موقع دیتے ہو۔ لعنت تو خدا سے دُوری کو کہتے ہیں پھر تم کس طرح کہتے ہو کہ مسیح خدا کا پیارا بھی تھا اور پھر اس کا دل خدا سے پھر گیا؟ خدا سے دل سوائے بدکار کے کسی کا نہیں پھرتا اور اس سے نفرت سوائے سرکش کے کوئی نہیں کرتا پھر تم کیوں یسوع مسیح کو جو خدا کا پیارا اور محبوب تھا لعنتی قرار دیتے ہو؟ کیا پڑھتے نہیں کہ:

"اس زمانہ کے بد اور حرام کار لوگ نشان ڈھونڈتے ہیں۔ پر یونسؑ نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان انہیں دکھایا نہ جائے گا۔ کیونکہ جیسا یونسؑ تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسا ہی ابنِ آدمؑ تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

(متی باب ۱۲ آیت ۳۹، ۴۰ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

پھر کیوں نہیں غور کرتے کہ کیا یونسؑ مر کر مچھلی کے پیٹ میں گیا تھا؟ کہ ابن آدمؑ صلیب پر مر کر قبر میں رکھا جائے؟ کیا یونسؑ تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں مردہ رہا تھا یا زندہ؟ پھر کیوں ابن آدمؑ تین دن رات زمین میں مُردہ رہے؟ عقلمند ہو کر کیوں اپنی آنکھیں بند کرتے ہو؟ اور اپنے استاد کو گنہگار ٹھہراتے ہو تا تم راست باز ٹھہرو۔ یونس زندہ ہی مچھلی کے پیٹ میں گیا اور زندہ ہی رہا اور زندہ ہی نکلا۔ اسی طرح ابن آدم زندہ ہی قبر میں گیا اور زندہ ہی وہاں رہا اور زندہ ہی وہاں سے نکلا اور یروشلم کو خدا کا یہ نشان دکھایا گیا کہ کس طرح خداوند خدا زندگی اور موت کا خدا صلیب پر سے اپنے بندہ کو زندہ اتارتا اور دشمن کی آنکھوں کے سامنے اسے موت سے بچا لیتا اور خود مخالفوں کے ہاتھوں سے اپنی باتیں پوری کروا لیتا ہے۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم پڑھتے ہو کہ وہ قبر میں سے نکلنے کے بعد چھپ کر یروشلم میں پھرتا رہا اور اس نے اپنے زخم تھوما کو دکھائے اور حواریوں سے کہا کہ:

"میرے ہاتھ پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجھے چھوؤ اور دیکھو کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا مجھ میں دیکھتے ہو اور یہ کہہ کے انہیں اپنے ہاتھ اور پاؤں دکھائے۔"

(لوقا باب ۲۴ آیت ۳۹، ۴۰ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور پھر ان سے لیکر اس نے کھانا بھی کھایا مگر پھر یقین نہیں کرتے کہ خدا نے اسے صلیب کی لعنتی موت سے بچایا اور صرف موت کے ہمرنگ حالت میں سے گزار کر اور یونسؑ نبی کا سا معجزہ دکھا کر لوگوں پر حجت قائم کر دی اور پھر اسے موقع دیا کہ وہ بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو تلاش کرے

اور انہیں بھی خدا کی بادشاہت کی خوشخبری دے۔

غرض آپ اسی طرح کی باتیں کرتے اور لوگوں کو کئی کئی رنگ میں سمجھاتے اور ان مضامین کو جنہیں مَیں نے اوپر بیان کیا ہے۔ مختلف لفظوں اور مختلف عبارتوں میں کبھی تحریر کے ذریعے اور کبھی تقریر کے ذریعے لوگوں تک پہنچاتے اور اس کے علاوہ اور بہت سی حکمت کی باتیں آپ کرتے اور دوسرے مذاہب کو بھی دعوت دیتے اور ان کی غلطیوں پر ان کو آگاہ کرتے اور خدا کا کلام ان کو سناتے اور جب آپؑ کوئی مضمون لکھتے یا تقریر کرتے تو اس قدر حکمت کی باتیں آپؑ کے قلم اور آپؑ کی زبان سے نکلتیں کہ لوگ حیران ہو جاتے اور تعجب کرتے اور بہت لوگ دل میں ڈرتے کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں سچ ہے پر بہت لوگ پادریوں اور پنڈتوں اور مولویوں کے کہنے پر یہ خیال کرتے کہ یہ جو کچھ کہتے ہیں ان کو دوسرے لوگ سکھاتے ہیں اور خود ان کو کچھ نہیں آتا اور اس طرح اقرار کر لیتے کہ جو کچھ آپؑ کہتے ہیں وہ ایسا اعلیٰ درجہ کا کلام ہے کہ آپؑ کی طاقت سے بالا ہے مگر شبہات کی چادروں میں اس حقیقت کو لپیٹنے کی کوشش کرتے اور اپنے انکار میں اور بھی بڑھ جاتے۔

جب مولویوں، عالموں اور پادریوں نے دیکھا کہ آپؑ کی باتیں لوگوں کے دل پر اثر کرتی ہیں اور جو لوگ آپؑ سے ملتے ہیں آپ کے کلام کو سن کر متأثر ہو جاتے ہیں تو انہوں نے لوگوں میں یہ کہنا شروع کیا کہ اس کی باتیں مت سنو اور اس کی کتابیں مت پڑھو کیونکہ اس کا تعلق شیطان سے ہے اور یہ جادو سے لوگوں کے دلوں کو حق سے پھیر دیتا ہے اور اپنی جھوٹی باتیں ان کی نظروں میں اچھی کرکے دکھا دیتا ہے۔ اور انہوں نے آپ کے خلاف لوگوں میں جوش پیدا کرنا شروع کیا اور پادریوں نے گورنمنٹ کو اُکسانا شروع کیا کہ یہ یسوع مسیح کی ہتک کرتا ہے اور مولویوں نے عوام الناس کو جوش دلانا شروع کیا کہ یہ کفر کی باتیں کرتا ہے کیونکہ وہ ڈرے کہ اگر اس کی تعلیم کو ہم نے نہ روکا تو لوگ اس کی باتوں کو قبول کر لیں گے اور ہماری حکومت جو لوگوں پر ہے جاتی رہے گی اور ایسا ہُوا کہ ملک کے بڑے بڑے مولویوں نے مل کر ایک فتویٰ تیار کیا اور اس میں آپ کے خلاف اور آپؑ کے مریدوں کے خلاف خوب زہر اُگلا اور لکھ دیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور دین سے خارج ہے اور اس کو نقصان پہنچانا ثواب کا موجب ہے اور اس کو اور اس کے ماننے والوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں بھی دفن نہیں ہونے دینا چاہئے اور ہر ایک مذہب والے نے اپنی رائے سے اس پر الزام قائم کرنا چاہا اور یہ نہ دیکھا کہ خدا کی کتابیں اور اس کے رسولوں کی باتیں کیا ثابت کرتی ہیں؟ مگر اس تمام شورش کا نتیجہ یہ ہُوا کہ ہر ایک جگہ اس کے قلیل التعداد ماننے والے دُکھ دیئے جانے لگے اور لوگ اپنی

نادانی سے یہ سمجھتے تھے کہ ان کو تکلیف دیکر ہم خدا کو خوش کرتے ہیں اور کوئی نہ جانتا تھا کہ وہ خدا کو ناراض مگر مولویوں کو خوش کر رہا ہے۔

جب مولویوں اور پادریوں اور دیگر فرقوں کے مذہبی لیڈروں نے دیکھا کہ اب بھی اس کی باتیں اثر کر رہی ہیں تو انہوں نے آپؑ کے خلاف جھوٹی باتیں شائع کرنی شروع کیں۔ اور گالیوں کے بھرے ہوئے اشتہار جن کو ایک شریف آدمی پڑھ بھی نہیں سکتا شائع کرنے لگے اور ایسے ایسے طریق ایذاء دہی کے ایجاد کئے کہ شاید پہلے نبیوںؑ کے دشمنوں کو وہ نہیں سوجھے تھے۔

اور بعضوں نے یہ دیکھ کر اشتہاروں کے ذریعے ان کے جوش نہیں نکل سکتے کیونکہ گورنمنٹ انگریزی کا قانون فحش کی اشاعت کا مانع ہے یہ طریق ایجاد کیا کہ خطوں میں سخت گندی گالیاں جن کو نہ تحریر میں لایا جا سکتا ہے اور نہ قانون اور اخلاق ان کو تحریر میں لانے کی اجازت دیتے ہیں بغیر ٹکٹ لگانے کے آپؑ کے پاس بھیج دیتے اور کئی ہزار خطوط اس قسم کے آپؑ کے پاس پہنچے جن کا محصول ادا کر کے جب ان کو کھولا گیا تو اندر سے گالیوں کے سوا کچھ نہ نکلا۔ مگر آپؑ ان باتوں کی پرواہ نہ کرتے اور اپنا کام کئے جاتے اور خدا تعالیٰ کے حضور میں عاجزانہ طور سے دعائیں کرتے کہ لوگوں کی آنکھیں کھول دے تا وہ تیرا چہرہ دیکھیں اور میری ضد سے تیرے دروازہ کو نہ چھوڑیں اور اپنے لئے آپ نجات کے دروازے بند نہ کریں۔

آپؑ دن کو وعظ و نصیحت کرتے اور راتوں کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں دُعائیں کرتے تا وہ دنیا پر رحم کرے اور اپنا چہرہ ظاہر کرے اور اسی طرح دن کے بعد دن، ہفتہ کے بعد ہفتہ اور مہینہ کے بعد مہینہ گزرتا اور اسی کام میں آپؑ مشغول رہتے اور خدا تعالیٰ کی طرف بلائے بغیر ایک دن بھی آرام نہ کرتے، دیکھنے والے تھک جاتے، باری باری مدد کرنے والے چُور ہو جاتے مگر آپؑ باوجود کمزور صحت اور بڑی عمر کے نہ تھکتے نہ گھبراتے بلکہ خوش خوش خدا تعالیٰ کی تبلیغ میں مشغول رہتے۔ نہ گالیوں کی پرواہ کرتے اور نہ مخالفت کا خیال اور صرف اسی وقت سختی کا جواب دیتے جب یہ سمجھتے کہ اس کے بغیر دین کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ مگر آپ کا دشمن کے حملہ کا جواب اس کی اصلاح کی غرض سے ہوتا تھا نہ کہ کسی کو دُکھ پہنچانے کے لئے۔

جبکہ دشمن اپنی طاقت کے گھمنڈ میں تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ مَیں اس شخص کو جو اکیلا ہے پیس ڈالوں گا وہ زبردست بادشاہ جس نے اسے بھیجا تھا کہ تا اس کے بندوں سے اس کے حقوق طلب کرے اسے بشارت پر بشارت دے رہا تھا اور تسلی پر تسلی دلا رہا تھا اور بجائے اس کے کہ

اس مخالفت سے وہ ڈرے یا خیال کرے کہ شاید اس مخالفت کو دیکھ کر لوگ مجھ پر ایمان نہ لائیں گے وہ اور بھی زیادہ زور سے خدا تعالیٰ کے ان وعدوں کو جو اس سے ہوئے تھے شائع کر رہا تھا جن میں سے بعض یہ ہیں :-

"خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا میں تجھے اُٹھاؤں گا اور اپنی طرف بلاؤں گا پر تیرا نام صفحۂ زمین سے کبھی نہیں اُٹھے گا اور ایسا ہو گا کہ سب وہ لوگ جو تیری ذلت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مرینگے لیکن خدا تجھے بکلی کامیاب کرے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دیگا۔ میں تیرے خالص اور دلی محبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروزِ قیامت غالب رہیں گے۔ جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے خدا انہیں نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علیٰ حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائینگے۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسے انبیاءؑ بنی اسرائیل (یعنی ظلی طور پر اُن سے مشابہت رکھتا ہے) تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید۔ تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں اور وہ وقت آتا ہے بلکہ قریب ہے کہ خدا بادشاہوں اور امیروں کے دلوں میں تیری محبت ڈالے گا یہاں تک کہ وہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اے منکرو اور حق کے مخالفو! اگر تم میرے بندے کی نسبت شک میں ہو۔ اگر تمہیں اس فضل و احسان سے کچھ انکار ہے جو ہم نے اپنے بندے پر کیا تو اس نشان رحمت کی مانند تم بھی اپنی نسبت کوئی سچا نشان پیش کرو اگر تم سچے ہو اور اگر تم بھی پیش نہ کر سکو اور یاد رکھو کہ ہرگز پیش نہ کر سکو گے تو اس آگ سے ڈرو کہ جو نافرمانوں اور جھوٹوں اور حد سے بڑھنے والوں کے لئے تیار ہے۔" (تذکرہ صفحہ ۱۴۱، ۱۴۲ ایڈیشن چہارم)

"تو مغلوب ہو کر یعنی بظاہر مغلوبوں کی طرح حقیر ہو کر پھر آخر غالب ہو جائیگا اور انجام تیرے لئے ہو گا اور ہم وہ تمام بوجھ تجھ سے اُتار لیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی خدا تعالیٰ کا ارادہ ہے کہ تیری توحید تیری عظمت تیری کمالیت پھیلا دے

خدا تعالیٰ تیرے چہرہ کو ظاہر کرے گا اور تیرے سایہ کو لمبا کر دے گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اُسے قبول نہیں کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ عنقریب اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا اور خزائن اس پر کھولے جائیں گے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہے اور تمہاری آنکھوں میں عجیب۔ ہم عنقریب تم میں ہی اور تمہارے اردگرد نشان دکھاویں گے۔ حجت قائم ہو جائے گی اور فتح کھلی کھلی ہو گی۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک بھاری جماعت ہیں یہ سب بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیرلیں گے۔ اگر لوگ تجھے چھوڑ دینگے پر میں نہیں چھوڑوں گا اور اگر لوگ تجھے نہیں بچائیں گے پر میں بچاؤں گا۔ میں اپنی چمکار دکھلاوں گا۔ قدرت نمائی سے تجھے اُٹھاؤں گا۔ اے ابراہیم تجھ پر سلام ہم نے تجھے خالص دوستی کے ساتھ چُن لیا خدا تیرے سب کام درست کر دے گا اور تیری ساری مرادیں تجھے دے گا تو مجھ سے ایسا ہے جیسی میری توحید اور تفرید۔ خدا ایسا نہیں جو تجھے چھوڑ دے جب تک وہ خبیث کو طیب سے جدا نہ کرلے وہ تیرے مجد کو زیادہ کرے گا اور تیری ذریت کو بڑھائے گا اور من بعد تیرے خاندان کا تجھ سے ہی ابتداء قرار دیا جائے گا۔ میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کرونگا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دونگا جَعَلْنٰكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔ یہ کہیں گے کہ ہم نے پہلوں سے ایسا نہیں سنا۔ سو تو ان کو جواب دے کہ تمہارے معلومات وسیع نہیں۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ تم ظاہر لفظ اور ابہام پر قانع ہو اور اصل حقیقت تم پر مکشوف نہیں"۔★

"خدا تیرے دشمنوں کے مقابلہ میں تیرے لئے خود سامان پیدا کرے گا۔ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو ہدایت پائیں گے اور کچھ لوگ سزا کے مستحق ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہونگے جو تیرے خلاف تدبیریں کریں گے اور اللہ تعالیٰ بھی تدبیریں کرے گا اور اللہ اچھی تدبیریں کرنے والا ہے اور یہ لوگ تجھے ایک ہنسی کے قابل اور حقیر وجود سمجھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا اللہ نے اس شخص کو رسول بنا دیا ہے؟ تو کہہ اے منکرو! میں سچا ہوں پس میرے نشانات کا ایک وقت تک انتظار کرو۔ ہم ضرور اپنے نشانات ان کو بیرونی دنیا میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کی اپنی جانوں میں بھی دکھائیں گے جو ہمیشہ کے

★ تذکرہ صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۵ ایڈیشن چہارم

لئے ایک دلیل ہوں گے اور کُھلی کُھلی فتح کا موجب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ خود ہی تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے اور جھُوٹے کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نُور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھادیں اور اللہ چاہتا ہے کہ خواہ منکر اسے کس قدر ناپسند کرتے ہوں وہ اپنے نُور کو قائم کرکے دکھائے۔" (ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۴۴۱، ۴۴۲، روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۴۴۱، ۴۴۲)

یہ باتیں اس وقت لوگوں کو ایک مجنونانہ بڑ معلوم ہوتی تھیں اور لوگ دلوں میں ہنستے تھے کہ اس شخص کو کیا ہو گیا کہ ساری دنیا اس کی دشمن ہے اور سب مذاہب اس پر حملہ کر رہے ہیں؟ اور اس کے ساتھ کوئی جتھا نہیں۔ چند گنتی کے آدمی اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کا نام قعرِ گمنامی میں پڑا ہُوا ہے اور اس کی عمر آخر ہونے کو ہے اور یہ اس قدر زور سے دعویٰ کر رہا ہے کہ مَیں غالب آؤں گا اور لوگ کثرت سے مجھ پر ایمان لاویں گے اور دُنیا کے کناروں تک میرے نام کو خدا مشہور کرے گا اور مَیں اپنے مقصد میں کامیاب ہوں گا اور خدا سے دُور جانے والوں کو خدا تعالیٰ کی طرف پھیر کر لاؤں گا۔ مگر آج جب کہ چالیس سال اس دعوے پر گزر گئے ہیں یہ پیشگوئیاں پوری ہو کر دنیا کو حیران کر رہی ہیں۔ دنیا کے کناروں تک آپؑ کا نام مشہور ہو چکا ہے اور لاکھوں آدمی اس وقت تک ایمان لا چکا ہے۔

جب یہ دعاوی اور خدا کی باتیں شائع کی جاتیں تو مخالف اور بھی زیادہ جوش میں آتے اور ان باتوں کو کُفر اور بے دینی کی باتیں قرار دیتے اور لوگوں کو اور بھی زیادہ جوش دلاتے۔ اور ایک طرف تو گورنمنٹ کو توجہ دلاتے کہ یہ حکومت کا خیر خواہ نہیں بلکہ بدخواہ ہے اور موقع کی تلاش میں ہے اور دوسری طرف لوگوں کو کہتے کہ یہ گورنمنٹ کا خوشامدی ہے اور جہاد کا منکر ہے۔

اور ایسا ہُوا کہ اپنے دعویٰ کے شروع میں آپؑ نے کچھ سفر اختیار کئے اور ان سفروں میں یہ حکمت تھی کہ آپؑ مسیح سے مشابہت اختیار کریں۔ جہاں جہاں آپ جاتے لوگ سخت مخالفت کرتے اور آپ کے مکان کے سامنے سارا دن بڑا بھاری مجمع رہتا اور لوگ ہر وقت اس بات پر آمادہ رہتے کہ آپ پر حملہ کریں لیکن گورنمنٹ کے انتظام کے ڈر سے کچھ نہ کر سکتے۔

سب سے پہلے آپؑ لدھیانہ گئے اور یہاں اردگرد سے علماء نے اکٹھے ہو کر خوب لوگوں کو اُکسایا مگر ڈپٹی کمشنر نے ان کے سردار کو وہاں سے نکل جانے کا حکم دیا تب شور دبا۔ پھر آپؑ دہلی گئے جو اس وقت دارالخلافہ ہے اور وہاں ہندوستان کے مولویوں کا جو سردار تھا اسے آپؑ نے

بالمقابل بلایا کہ وہ قسم کھا کر یہ اعلان کر دے کہ کیا فی الواقع حضرت عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ موجود ہیں؟ اور اس کے لئے جامع مسجد دہلی جگہ مقرر کی گئی۔ وقت مقررہ پر ہزارہا لوگ آ گئے اور بہت سے لوگ اپنی جھولیوں میں پتھر لائے اور بعض سونٹے لائے اور بعض چھریاں اپنے ہاتھوں میں لائے اور لوگوں نے شور مچایا کہ یہ مسیحیت کا مدعی زندہ نہ جائے اور اتفاق یہ ہوا کہ اس وقت مسیح کی طرح آپؑ کے ساتھ بھی صرف بارہ مُرید تھے۔ مگر ان لوگوں نے قابلِ رشک نمونہ دکھایا اور ہر ایک شخص یہ خواہش کرتا تھا کہ کاش! آج ہم خدا کے رسولؑ کی راہ میں مارے جائیں اور جب لوگوں نے بجائے مولوی کو قسم کھانے پر مجبور کرنے کے بلوہ کر کے آپؑ کو قتل کرنا چاہا تو ان بارہ مریدوں نے آپؑ کے گرد حلقہ بنا لیا اور وہ خدا کے شیر دل سپاہی ان لوگوں سے جن کی تعداد دس ہزار سے بھی زیادہ تھی خائف نہ ہوئے اور نہ ان کے ہتھیاروں سے ڈرے۔ مگر سپرنٹنڈنٹ پولیس ایک سو سپاہیوں سمیت وہاں پہنچ گیا تھا۔ اس نے لوگوں میں سے راستہ بنایا اور سپاہیوں کے حلقہ میں آپؑ کو باہر نکال لایا اور نہایت مشکل سے آپؑ کو گاڑی پر بٹھا کر گھر پہنچایا۔

اس وقت لوگوں کے جوش کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ آپؑ کے خاندان کی بعض مستورات اپنے رشتہ داروں کے گھر میں ٹھہری ہوئی تھیں صاحب خانہ کی نوکر عورت نے ان سے ذکر کیا کہ یہاں ایک جھوٹا مدعی آیا ہوا ہے میرا بیٹا بھی چھری لے کر گیا ہے تا کہ اس کو مار کر ثواب حاصل کرے اور وہ عورت بہت خوش تھی کہ اس کے بیٹے سے یہ کام ہو۔ گو وہ جانتی تھی کہ اگر اس کا بیٹا اپنے ارادہ میں کامیاب ہوا تو سرکاری قانون کے ماتحت پھانسی پائیگا اس عورت کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ عورتیں بھی آپؑ ہی کے ساتھ کی ہیں۔

گو آپؑ کو گھر پر سلامتی سے پہنچا دیا گیا مگر لوگ گھر پر حملہ کرنے سے بھی باز نہ رہتے تھے بعض زبردستی اندر گھس جاتے بعض دھوکے اور فریب سے پولیس کے افسر بن کر اندر آ جاتے۔ مگر آپؑ برابر خدا کا کلام لوگوں کو پہنچاتے اور کہتے کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے اسیروں کی آزادی کے لئے آیا ہوں اور وہ جو بوجھوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں ان کو ان بوجھوں کے نیچے سے نکالنے کے لئے آیا ہوں جو خدا نے نہیں بلکہ آدمیوں نے ان پر لاد دیئے ہیں۔ میں اس لئے آیا ہوں تا گناہ کی ناپاکی پاک کر کے انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچا دوں اور تا دلوں سے دنیا کی محبت سرد کر کے خدا تعالیٰ کا عشق ان میں پیدا کروں اور تا دُنیا سے لڑائی اور جھگڑا اور کینہ اور بغض دور کر کے صلح اور امن اور محبت اس کی جگہ قائم کروں۔ مگر لوگ آپؑ کی تقریروں میں شور کرتے اور بعض کھڑے

ہو کر گالیاں دینے لگ جاتے جنہیں سن کر آپ خاموش ہو جاتے اور جب ان کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا اور وہ تھک جاتے تو پھر اپنی بات سنانے لگ جاتے اور وہ لوگ جو باتیں سنتے حیران ہوتے کہ لوگ کیا کہتے تھے اور اصل معاملہ کیا ہے۔ جہاں جہاں آپؑ جاتے سینکڑوں اندھے آنکھیں پاتے اور بہرے سننے لگتے اور وہ جن کے جسم مبروص تھے پاک ہوتے اور بیمار شفاء پاتے اور بہت مُردے زندہ ہوتے اور ایسا ہوتا کہ وہ شفایاب اور زندہ ہونے والے پھر اپنے اپنے گھروں کو نہ چلے جاتے بلکہ آپؑ کے ساتھ ایسے وابستہ ہو جاتے کہ پھر آپؑ سے جدا نہ ہوتے اور جہاں آپ کا پسینہ گرے وہاں وہ اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہو جاتے۔

کچھ دنوں کے بعد آپ لاہور گئے اور وہاں سے سیالکوٹ اور وہاں سے جالندھر اور وہاں سے لدھیانہ اور پھر واپس قادیان آگئے اور تمام سفروں میں خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے۔

یہ سفر حضرت مسیح موعودؑ کو اس لئے پیش آئے تا پہلے مسیحؑ سے آپؑ کو مشابہت حاصل ہو جائے جو اس لئے دنیا میں بھیجا گیا تھا تا کہ بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کو اکٹھا کرے اور ان کی تلاش میں جائے۔ ورنہ آپ بالعموم قادیان ہی میں رہے اور یہیں سے لوگوں کو تبلیغ کرتے اور کتابوں اور اشتہاروں کے ذریعے باہر کے لوگوں کو پیغام حق پہنچاتے یا اپنے شاگردوں کو باہر بھیجتے تاکہ لوگوں کو خدا کے دین کی طرف بلائیں اور ایسا ہونا ضروری تھا کیونکہ لکھا تھا کہ ابنِ آدم اپنی دوسری بعثت میں خود نہیں باہر جائے گا تا لوگوں کو بلائے بلکہ وہ:-

"نرسنگے کے بڑے شور کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وے اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کی اس حد سے اس حد تک جمع کریں گے"۔

(متی باب ۲۴ آیت ۳۱ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

۱۸۹۳ء میں امرتسر میں مسیحیوں سے آپؑ کا ایک بڑا مباحثہ ہؤا جو پندرہ دن تک ہوتا رہا اس میں پادریوں نے بعض لنگڑے اور اندھے جمع کئے تاکہ ان کو آپؑ کے سامنے پیش کر کے کہیں کہ اگر آپؑ مسیح ہیں تو ان کو اچھا کریں اور اس طرح آپؑ کو شرمندہ کریں۔ جب وہ لوگ آپ کو دکھائے گئے تو آپؑ نے کہا کہ اندھوں کو آنکھیں دینا اور لنگڑوں کو اچھا کرنا تو تمہاری کتب میں لکھا ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر تم میں رائی کے برابر ایمان ہو تو بیماروں پر ہاتھ رکھ کر کہو کہ اچھے ہو جاؤ تو وہ اچھے ہو جائیں گے۔ پس بہتر ہؤا کہ آپ لوگ خود ہی بیمار لے آئے۔ پس اب ان کو اچھا کر کے بتائیں تا معلوم ہو کہ آپ کے اندر کم سے کم ایک رائی کے دانہ کے برابر تو ایمان ہے!

افسوس! ان نادانوں نے پہلے نبیوں سے سبق نہ سیکھا بلکہ خود مسیح کے حالات سے سبق نہ سیکھا اور نہ معلوم کیا کہ کس طرح خدا کے کلام میں تشبیہیں ہوتی ہیں اگر اس کلام میں تشبیہیں نہیں تو بتائیں کہ آج اس علمی زمانہ میں دیووں کے نکالنے کے کیا معنی ہوں گے؟ اسی طرح ایک دفعہ آپؑ کو شرمندہ کرنے کی یہ تدبیر کی کہ ایک اشتہار دیا کہ ہم ایک تحریر لکھ کر لفافہ میں بند کر دیتے ہیں آپؑ اس کو پڑھ دیں۔ آپ نے جواب دیا کہ مَیں اس بات کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ ایک جماعت پادریوں کی دستخط کر دے کہ اگر مَیں نے تحریر پڑھ دی تو وہ اسلام قبول کر لیں گی؟ لیکن کسی کو اس کے بعد مقابلہ پر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

غرض اسی طرح کئی جگہ آپ نے حق پہنچانے کے لئے سفر کئے اور ظالم لوگوں سے بہت تکالیف دیکھیں، گالیاں بھی سنیں، لوگوں نے پتھر بھی مارے، گھر پر حملہ بھی کیا۔ بعض دفعہ لوگ دور تک آپ کا پیچھا کرتے تا اگر ہو سکے تو پکڑ کر قتل کر دیں مگر خدا تعالیٰ نے سب کو ناکام رکھا اور اس مخالفت کے زور کے وقت آپ بار بار شائع کرتے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ وہ مجھے دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا اور وہ مجھ کو پہلے مسیح کی طرح دُکھ نہ دے سکیں گے بلکہ اس دفعہ ان کو ظاہری خوشی بھی نصیب نہ ہوگی۔ اور آپ کے مخالف آپ کو جھوٹا ثابت کرنے کی غرض سے آپ کے مارنے کے لئے اور بھی زیادہ کوشش کرنے لگے اور بعض لوگوں کو لالچ دے دے کر مارنے کے لئے بھیجا مگر ہر دفعہ ان کا حملہ ناکام رہا اور یا تو بدنیت دشمن موقع ہی نہ پا سکا اور اس کی نیت کا پہلے سے ہی پتہ لگ گیا اور یا یہ ہُوا کہ وہ آپ کے سامنے آکر آپ کی روحانی طاقت سے ایسا متأثر ہُوا کہ خود ایمان لے آیا اور بجائے آپ کو مارنے کے خود اپنی جان آپؑ پر قربان کرنے کے لئے تیار ہُوا یا کم سے کم سچائی سے ایسا متأثر ہُوا کہ اس نے اصل راز ظاہر کر دیا۔ غرض ہر تدبیر میں دشمن ناکام رہے۔

ایک دفعہ آپ نے یہ دیکھ کر کہ مخالف لوگوں کو باتیں سننے ہی نہیں دیتے یہ تدبیر کی کہ تمام مذاہب کے لوگوں کو یہ دعوت دی کہ زندہ مذہب کی یہ علامت ہے کہ وہ اپنے اندر زندگی کی روح رکھتا ہو پس بجائے بحثوں اور جھگڑوں کے چاہیئے کہ ہم خدا سے اپنی سچائی کی شہادت طلب کریں جس کی خدا شہادت دے اس کی صداقت پر یقین لے آویں اور اس کے لئے چاہیئے کہ یا تو دُعا کے ذریعے سے مقابلہ ہو۔ یا اس طرح کیا جائے کہ میرے پاس لوگ آکر چالیس دن تک رہیں اگر اس عرصہ میں وہ کوئی تازہ نشان نہ دیکھیں تو بے شک مجھ کو اور میرے مذہب کو جھوٹا کہیں اور اگر

وہ کوئی نشان دیکھیں تو چاہئے کہ وہ بھی اور ان کے ساتھی بھی حق کو قبول کریں. مگر چونکہ آپؑ کے دشمنوں کی غرض حق کا معلوم کرنا نہ تھی بلکہ حق کو مشتبہ کرنا تھی ان دونوں تدبیروں میں کسی ایک تدبیر کو بھی انہوں نے اختیار نہ کیا کیونکہ وہ ڈرتے تھے کہ اگر کوئی نشان ظاہر ہوا تو ہم عوام الناس کو کیا کہہ کر روکیں گے؟ اور پھر اس کی ترقی میں کیا شبہ رہ جائے گا؟ پس ہر ایک طریق فیصلہ جو آپؑ پیش کرتے وہ اس سے کسی نہ کسی بہانہ سے گریز کرتے تھے اور مقابل پر نہ آتے تھے۔

۱۸۹۶ء میں اللہ تعالیٰ نے آپؑ کی صداقت کے اظہار کا ایک خاص موقع نکال دیا اور وہ یہ کہ اس سال لاہور میں ایک مذاہب کی کانفرنس بیٹھی اور بعض سوال مقرر کر کے سب مذاہب کے علماء سے چاہا گیا کہ وہ ان کے متعلق اپنے اپنے مذاہب کے خیالات کا اظہار کریں۔ آپؑ کو بھی اس میں شامل ہونے کی دعوت دی گئی اور آپؑ نے باوجود بیماری کے اس کے لئے مضمون لکھا جس کے متعلق قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے بتا دیا کہ وہ مضمون سب مضامین سے بالا رہے گا۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے متعلق اشتہار چھاپ کے لاہور کی گلیوں میں جلسہ سے پہلے ہی لگا دیا گیا۔ اس کانفرنس کی وجہ سے ہر مذہب و ملت کے لوگوں نے ٹھنڈے دل سے آپؑ کے خیالات کو سُنا اور سب نے اقرار کیا کہ سب مضامین میں سے آپ کا مضمون بالا رہا اور اخبارات میں اس کے متعلق مضامین لکھے گئے اور اس قدر دلچسپی کا لوگوں نے اظہار کیا کہ بوجہ وقت کی کمی کے جلسہ کا ایک دن اور بڑھایا گیا تا آپؑ کا بقیہ مضمون جو وقت مقررہ کے اندر ختم نہیں ہو سکا تھا پڑھا جا سکے۔

نشان پر نشان اور کرامت پر کرامت ظاہر ہونے سے لوگوں کے دلوں میں ایمان پیدا ہونے لگا اور چاروں اطراف سے حق پسند لوگ آ آ کر آپؑ کی جماعت میں شامل ہونے لگے جسے دیکھ کر مخالف علماء کو اور بھی فکر پڑی اور چونکہ وہ دیکھ چکے تھے کہ ان کی پہلی کوششوں میں ان کو ناکامی ہوئی تھی کیونکہ وہ جو ایذائیں آپؑ کو پہنچانی چاہتے تھے بوجہ گورنمنٹ کے ظاہر طور پر نہیں پہنچا سکتے تھے اور اخفاء اور ڈر سے تمام تدابیر ادھوری رہ جاتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے یہ تدبیر نکالی کہ گورنمنٹ کی ہی عدالتوں میں آپ کو گھسیٹ کر لے جاویں اور اسی کے ہاتھ سے آپ کو سزا دلوائیں۔

چنانچہ سب سے پہلے مسیحیوں نے آپؑ پر مقدمہ کھڑا کیا اور یہ سمجھ لیا کہ چونکہ گورنمنٹ ہماری ہم مذہب ہے عدالتوں میں ہماری رعایت کی جائے گی۔ ایک بڑے پادری صاحب نے یہ

رپورٹ کی کہ آپ نے ان کے مارنے کے لئے ایک آدمی بھیجا ہے اور ایک آوارہ طبع آدمی کو کئی قسم کے حیلوں اور مکروں سے اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ کہہ دے کہ مجھے انھوں نے پادری صاحب کے مارنے کے لئے بھیجا تھا۔ تمام مذاہب کے لوگ اس پر جوش میں آگئے اور پادری صاحب کی مدد کے لئے کھڑے ہو گئے اور خدا کا فرستادہ تمام دنیا کے مقابلہ میں اکیلا رہ گیا مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کے اُٹھنے سے پہلے ہی خبر دے دی تھی کہ ایک فتنہ اٹھنے والا ہے جو گورنمنٹ سے تعلق رکھتا ہے مگر سوائے ظاہری خوف کے کوئی نقصان نہ ہو گا اور آخر میں تم بری کئے جاؤ گے۔

انگریز ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیپٹن ڈگلس صاحب جو بعد میں چیف کمشنر انڈمان ہوئے ان کے سامنے یہ مقدمہ پیش ہؤا اور لوگوں میں خوب خوشیاں کی جانے لگیں کہ اب مدعیٔ مسیحیت خوب سزا پائے گا۔ مگر جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے مسیح کے وقت پیلاطوس پر حق کھول دیا تھا اس دفعہ بھی ایسا ہی ہؤا اور کپتان ڈگلس کا دل اس نے کھول دیا اور اس نے بیان سُن کر صاف کہہ دیا کہ مقدمہ بناوٹی معلوم ہوتا ہے اور خبر دینے والا جھوٹا معلوم ہوتا ہے اور انہوں نے انگریز سپرنٹنڈنٹ پولیس کو ہدایت کی کہ وہ پورے طور پر تحقیق کر کے رپورٹ کریں۔ انہوں نے یہ دیکھ کر خبر دہندہ مشن کمپاؤنڈ میں رہتا ہے شاید ان کے اثر کے نیچے اپنے بیان لکھوا رہا ہو۔ اس کو وہاں سے بلوا لیا اور پھر بیان لیا لیکن وہ شخص پادریوں سے اس قدر ڈرا ہؤا تھا کہ پھر بھی اس نے وہی باتیں کہیں جو پہلے کہی تھیں مگر سپرنٹنڈنٹ صاحب نے اس سے کہا کہ جو کچھ راست راست ہے وہ بتاؤ اور اب ہم تمہیں مشن میں نہیں بھیجیں گے۔ جب اسے یہ تسلی ہو گئی کہ وہ واپس مشن کے حوالہ نہ کیا جائے گا تو وہ چیخیں مار کر رو پڑا اور اس نے کہا جو کچھ مجھ سے کہلوایا گیا ڈرا دھمکا کر کہلوایا گیا ورنہ مرزا صاحب بالکل بَری ہیں انھوں نے مجھ سے کبھی بات نہیں کی۔ پادریوں نے مجھے دھمکا کر کہ اگر تو ہماری مرضی کے مطابق رپورٹ نہ کرے گا تو تجھ پر کوئی الزام لگا کر پکڑوا دیں گے مجھ سے یہ سب باتیں کہلوائی تھیں۔ آخر جیسا کہ پہلے سے بتا دیا گیا تھا آپؑ عزت کے ساتھ بَری ہوئے اور ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کیپٹن ڈگلس نے کہا کہ آپؑ کو اختیار ہے کہ آپ ان لوگوں پر جھوٹا الزام لگانے کے متعلق عدالت میں چارہ جوئی کر کے ان کو سزا دلوائیں مگر آپؑ نے فرمایا ہمارا یہ کام نہیں ہم نے ان کو معاف کر دیا۔

اس مقدمہ میں دوسرے مذاہب کے سرداروں نے بھی آپؑ کو زک دینے کے لئے پورا زور

مارا مگر سب ناکام ہوئے بلکہ آپ کی صداقت اور بھی ظاہر ہوئی کیونکہ ایک تو مقدمہ کا فیصلہ اس پیشگوئی کے مطابق ہؤا جو پہلے سے شائع کر دی گئی تھی۔ دوم آپ کے اخلاق کے نمونہ نے لوگوں کے دلوں پر بہت اثر کیا۔ جھوٹا مقدمہ کرنے والوں کو آپؑ نے معاف کر دیا اور دوران مقدمہ میں ایک بڑا مولوی آپ کے خلاف شہادت دینے آیا۔ اس کی ماں کے متعلق کچھ اعتراض تھا۔ آپؑ کے وکیل نے اس کی خفت کرنے کے لئے چاہا کہ اس سے اس کے متعلق سوال کرے مگر آپؑ نے اس کی اجازت نہ دی اور وکیل کو سختی سے منع کر دیا کہ میں اسے شرمندہ کروانا نہیں چاہتا اس سے لوگوں میں آپ کی قبولیت اور بھی بڑھی۔

اس مقدمہ میں ناکامی ہونے کے بعد مخالفوں نے اور زور سے منصوبے کرنے شروع کئے اور پے در پے کئی مقدمات آپؑ کے خلاف کھڑے کئے اور بعض مقدمات میں تو مجسٹریٹوں کی مخالفت کی وجہ سے آپ کو بڑی بڑی ایذاء بھی دی گئی اور باوجود بڑھاپے اور بیماری کے گھنٹوں عدالت میں کھڑا رہنا پڑا اور بعض دفعہ بیماری کی حالت میں بیٹھ کر پانی پینے تک کی اجازت نہ دی مگر ہر مقدمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فتح دی اور ہر فتح کے متعلق آپؑ کو بہت پہلے سے خبر دیدی اور وہ مجسٹریٹ جنہوں نے آپؑ کو تکلیف دی بہت جلد آسمانی عذابوں میں مبتلاء ہو کر لوگوں کے ایمان بڑھانے کا موجب ہوئے۔

جوں جوں لوگ معجزات اور نشانات دیکھتے تھے جوق در جوق سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے لگے اور ایک واقعہ نے سب سے زیادہ آپ کی قبولیت کو بڑھایا اور یہ اس طرح ہؤا کہ جب ہندوستان میں طاعون پڑی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر یہ اعلان کر دیا کہ اس مرض میں میری جماعت کے لوگ بہت ہی کم مبتلاء ہوں گے اور قادیان میں یہ مرض اس سختی سے نہ پڑے گی جس سختی سے کہ اور شہروں میں پڑتی ہے اور یہ کہ آپؑ کا گھر اس بیماری سے بالکل محفوظ رہے گا اور ساتھ ہی اپنے مخالفوں کو چیلنج دیا کہ اگر وہ بھی خدا تعالیٰ کے پیارے ہیں تو چاہئے کہ وہ بھی مقابل پر ایسے ہی اعلان کر دیں مگر کوئی مقابل پر نہ آیا اور بعض لوگ جنہوں نے ایسا اعلان کیا وہ فوراً پکڑے گئے اور خود اس بیماری سے ہلاک ہوئے۔ اس کے مقابلہ میں باوجود اس کے کہ آپ کے گھر کے گرد چار برس تک طاعون آتی رہی اور آپ کی چار دیواری کے ساتھ لوگ مرتے رہے۔ آپؑ کے گھر میں ایک چوہا بھی اس بیماری سے نہ مرا اور قادیان میں دوسری جگھوں کی نسبت بہت کم طاعون پڑا اور آپؑ کی جماعت میں شاذ و نادر ہی کوئی کیس ہؤا۔ سخت طاعون بھی جن علاقوں میں پڑی

وہاں بھی آپؑ کی جماعت محفوظ رہی اور سوائے اِکّے دُکّے کے عام طور پر جماعت بچی رہی ان باتوں کو دیکھ کر لوگوں کے دلوں پر بہت اثر پڑا اور لاکھوں آدمی انہی دنوں میں آپؑ کے سلسلہ میں داخل ہوئے۔

اب وہ وقت آگیا کہ اللہ تعالیٰ نے پسند کیا کہ آپؑ کو واپس بلوا کر آپؑ کی جماعت کو اس بوجھ کے اُٹھانے کا موقع دے جس کا اُٹھانا اس نے آپؑ کے ذمہ رکھا تھا۔ چنانچہ آپ کو پے در پے الہام ہونے شروع ہوئے کہ آپ کی موت قریب ہے اور بعض میں مدت اور بعض میں دن اور بعض میں وہ حالت جس میں آپؑ فوت ہوں گے بتائی گئی اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر پاکر اپنی وفات سے دو سال پانچ ماہ پہلے اپنی وصیت شائع کی اور اس میں اپنے وہ الہامات درج کر دیئے جن میں آپ کی وفات کی خبر دی گئی تھی اور اس میں آپؑ نے بتایا کہ آپؑ کے بعد جماعت کو اللہ تعالیٰ اسی طرح چلائے گا جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چلایا تھا یعنی خلفاء کے ذریعے سے۔

اس کے بعد متواتر وحی میں قرب وفات کی خبر دی گئی جو باقاعدہ سلسلہ سے تعلق رکھنے والے دو اخبارات اور تین رسالوں میں دوسری وحی کے ساتھ شائع ہوتی رہی۔ آخر ایک ضرورت پر آپ کو لاہور کا سفر پیش آیا تو اس وقت وحی نے بتایا کہ اب وقت بالکل قریب ہے اور بہت سے الہامات نے بتایا کہ اسی سفر میں آپ کی وفات ہوگی لاہور میں آپؑ کی طبیعت بہت کمزور ہوگئی اور آپؑ بہت کمزور ہوگئے مگر باوجود اس کے اپنا کام برابر کرتے رہے جو لوگ ملنے آتے ان کو وعظ کرتے اور خدا کی طرف بُلاتے اور عام اہل لاہور کے لئے آپ نے ایک لیکچر دینے کا بھی ارادہ کیا اور اسی لیکچر کی تیاری کے دوران میں جبکہ لیکچر کا مضمون آپؑ ختم کر چکے تھے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ وہیں فوت ہوگئے اور آپؑ کی مبارک لاش کو مطابق وحی الٰہی قادیان لاکر ۲۷ مئی کو دفن کیا گیا۔ اور یہ الہامات پورے ہوئے جو کئی سال پہلے شائع کئے گئے تھے کہ "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"* اور "ان کی لاش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"۔ (تذکرہ صفحہ ۔۔ ایڈیشن چہارم)

آپ خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت کا اس قدر جوش رکھتے تھے کہ آپؑ نے قریباً اسی ۸۰ کُتب علاوہ سینکڑوں اشتہاروں کے لکھیں اور سینکڑوں لیکچر دیئے اور روزانہ ان لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے جو باہر سے آتے تھے کئی کئی گھنٹے تک باہر بیٹھتے تھے اور کام میں ہی آپ کی تمام راحت تھی۔ حتیٰ کہ مہینوں گزر جاتے اور آپؑ کے ساتھ رہنے والے بھی نہیں سمجھ سکتے تھے کہ

* تذکرہ صفحہ ۴۳۵ ایڈیشن چہارم

آپؑ آرام کس وقت کرتے ہیں؟ ایک ہی دھن اور ایک ہی فکر تھی کہ دُنیا اپنے پیدا کرنیوالے سے صلح کرلے اور نجات حاصل کرلے اور اسی دھن میں آپ نے اپنی تمام عمر صَرف کر دی۔ اور ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگر بعض لوگ خدا کے لئے ایک دفعہ مرے ہیں یا ایک دفعہ صلیب پر چڑھے ہیں تو آپؑ ان لوگوں میں سے تھے جو خدا تعالیٰ کے لئے روز مرتے تھے کیونکہ اپنے آرام اور اپنی آسائش کا آپؑ کو بالکل فکر نہ تھا جو کچھ خیال تھا وہ لوگوں کی نجات کا تھا حتّٰی کہ جس دن صبح کو آپؑ کی وفات ہوئی اس سے پہلے دن کی شام تک آپ تصنیف کے کام میں مشغول رہے پس آپؑ کی موت بھی لوگوں کے لئے تھی جس طرح آپ کی زندگی لوگوں کے لئے تھی۔

وہ مخالف جو آپؑ کی زندگی میں آپ کو ہر قسم کا دکھ دیتے تھے انہوں نے وفات پر بھی قابلِ شرم حرکات کیں اور سوانگ نکالے اور ہنسی اُڑائی مگر جو کچھ آپؑ نے خدا سے خبر پاکر پہلے سے کہہ دیا تھا وہ اس میں روک نہ ڈال سکے۔ دشمنوں کی تمام خوشیاں دور ہوگئیں اور آپؑ کا سلسلہ آپ کے جانشین اور خلیفہ اوّل حضرت خلیفۃ المسیح مولوی نورالدین صاحب مرحوم و مغفور کی زیر ہدایت آگے سے بھی زیادہ ترقی کے ساتھ پھیلنا شروع ہوگیا اور جب وہ قریباً چھ[۶] سال بعد ۱۹۱۴ء میں فوت ہوئے تو مجھ عاجز مرزا بشیرالدین محمود احمد آپ کے دوسرے جانشین کے وقت میں اس نے اور بھی ترقی کی اور ہر دن جو چڑھتا ہے وہ آپ کے ان الہامات کے پورا ہونے کے نئے آثار پیدا کرتا ہے کہ مَیں تیرے نام کو دُنیا کے کناروں تک پھیلاؤں گا اور تیری جماعت کو بڑھاؤں گا اور اے شہزادہ مکرم! زمین و آسمان ٹل جائیں لیکن اس کی یہ باتیں نہ ٹلیں گی کیونکہ وہ اس نے نہیں کہیں بلکہ خدا نے کہی ہیں اور خدا کی باتوں کو کوئی نہیں ٹال سکتا۔

○

آپ کے وہ نشانات جو اپنی ذات کے علاوہ دوسرے لوگوں یا دوسرے ملکوں کے لئے ظاہر ہوئے

اے شہزادۂ مکرم!

اللہ تعالیٰ آپ کو ہدایت کے قبول کرنے کی توفیق عطا فرماوے اور اسلام پر آپ کا خاتمہ کرے اور راستبازوں کے گروہ میں آپ کو شامل کرے! آمین

مَیں نے اس وقت تک تو آپؑ کی معجزانہ زندگی بیان کی ہے جو اپنی ذات میں آپ کی سچائی اور اسلام کی صداقت کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ یا وہ تعلیم لکھی ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ بلا اس تعلیم پر عمل کرنے کے انسان رُوحانی ترقی حاصل نہیں کر سکتا۔ اب میں آپؑ کے چند ایسے نشانات بیان کرتا ہوں جو اپنی ذات میں مستقل ہیں یا دوسرے لوگوں کے متعلق ہیں اور جن سے مزید شہادت اس امر کی ملتی ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور اسلام جس کی طرف آپؑ بلانے کے لئے آئے تھے ایک زندہ مذہب ہے۔

مگر پیشتر اس کے کہ مَیں آپؑ کے ہزاروں نشانوں میں سے مثال کے طور پر بعض نشان بیان کروں ایک دفعہ پھر بیان کر دینا چاہتا ہوں کہ آپؑ کوئی نیا دین نہیں لائے۔ بلکہ جس طرح مسیح اول موسیٰؑ کے دین کو پورا کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے اسی طرح آپؑ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو پورا کرنے کے لئے نازل ہوئے تھے اور ہمیشہ آپ کو یہی دعویٰ رہا کہ مَیں اس لئے آیا ہوں کہ تا اسلام کی صداقت کو ثابت کروں اور لوگوں کو اس کی خوبیوں پر آگاہ کروں اور اس کی زندگی بخش تعلیم سے ان کو اطلاع دوں اور اس کے تازہ پانی سے ان کی روحوں کو تازہ کروں۔ میں کوئی جدید شریعت یا جدید حکم نہیں لایا قرآن کریم خدا کا آخری ہدایت نامہ ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے آخری شرعی رسول ہیں میں ایک رسول ہوں مگر بلا شریعت کے اور ایک نبی ہوں مگر بلا کتاب کے اور میری بعثت کی غرض سوائے اسلام کی خدمت اور اس کی اشاعت کے اور کچھ نہیں اور میری مأموریت کا مقصد سوائے اسلام کے روشن چہرہ پر سے اس گرد و غبار کے جھاڑنے کے جو آخری زمانہ میں انسانی خیالات کی آندھی سے پڑ گئی تھی اور کوئی نہیں۔ پس آپ کے

نشانات اسلام کی صداقت کا ایک ثبوت تھے اور آپ کے معجزات قرآنِ کریم کی فضیلت کی ایک دلیل۔
اے شہزادۂ مکرم! آپ کے معجزات اور نشانات کا ایک مبسوط کتاب میں بھی بیان کرنا مشکل ہے، کجا یہ کہ چند صفحات میں بیان ہوں وہ اپنی اقسام میں ایسے وسیع تھے کہ قسموں کو ہی انسان بیان کرنے لگے تو کئی صفحات اس کے لئے چاہئیں۔ چہ جائیکہ تفصیل بیان ہو سکے۔

آپ کے معجزات اخلاقی بھی تھے یعنی ایسے معجزانہ اخلاقی کارنامے آپ سے صادر ہوتے تھے کہ ان کو غور سے دیکھنے والا ان میں ہی خدا کا ہاتھ دیکھتا تھا اور عقلمند کے لئے صرف وہی آپ کی راستبازی کے معلوم کرنے کے لئے کافی تھے آپ کی شجاعت، آپ کی حُسنِ ظنی، آپ کی محبت، آپ کا حُسنِ سلوک، آپ کی ہمدردی، آپ کا معاملہ، آپ کی دوستی سب ایسی چیزیں تھیں کہ ہر ایک انسان ان میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور اعلیٰ درجہ کی پاکیزگی دیکھتا تھا اور معلوم کرتا تھا کہ سوائے خدا رسیدوں کے یہ بات اور کسی میں نہیں پائی جاسکتی۔

پھر آپ کے معجزات کشفی قسم کے بھی تھے یعنی بہت دفعہ ایسا ہوتا تھا کہ ایک خیال کسی کے دل میں آیا اور فوراً آپؑ نے اسی قسم کے خیالات کے متعلق گفتگو شروع کر دی جس سے آپ کی صحبت میں بیٹھنے والا معلوم کرتا تھا کہ وہ ایک خدا کے بندے کی صحبت میں بیٹھا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ دوسروں کے خیالات پر آگاہ کرتا چلا جاتا ہے۔

وہ اقتداری رنگ کے بھی تھے یعنی جب آپ کے منہ سے نکل جاتا کہ یہ کام یوں ہو جائے گا تو بالعموم دیکھا جاتا تھا کہ وہ اسی طرح ہو جاتا اور لوگ ایسے ایسے کاموں کو پورا ہوتے دیکھ کر جن کے پورا ہونے کی اُمید نہ ہوتی تھی اس امر کو محسوس کرتے تھے کہ یہ شخص ایک محبوب الٰہی ہے کہ خدا تعالیٰ اس کے منہ سے نکلی ہوئی باتوں کو پورا کر دیتا ہے یا یوں کہیں کہ خدا تعالیٰ اس کی عزت کو قائم کرنے کے لئے بعض دفعہ اپنی مرضی کو اس کی زبان پر جاری کر دیتا ہے۔

آپؑ کے معجزات علمی رنگ کے بھی تھے۔ یعنی آپ کو بعض دفعہ ایسا علم دیا جاتا تھا جو انسانی طاقت سے بالا ہوتا تھا اور جس کو دیکھ کر آپ کے دشمن بھی حیران رہ جاتے تھے۔

پھر آپ کے معجزات بیماروں کے اچھا کرنے کے متعلق بھی تھے یعنی آپ بیماروں کے لئے دعائیں کرتے اور وہ اچھے ہو جاتے۔

پھر آپ کے معجزات اس رنگ میں بھی ظاہر ہوتے تھے کہ لوگوں کے خیالات میں آپ کے ذریعے سے تبدیلی ہو جاتی بہت لوگ آپؑ سے چاہتے تھے کہ ان کے دلوں میں سے بعض خیالات ہٹ جائیں

اور آپ کی دعا سے اور توجہ سے وہ ہٹ جاتے۔

بہت سے معجزات آپ کے قیدیوں کی رُستگاری اور مبتلایانِ مصائب کی رہائی کے رنگ میں ظاہر ہوتے تھے۔

بہت سے معجزات آپ کے اس رنگ میں ظاہر ہوتے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے آپؐ کے دشمنوں اور مخالفوں کو رُؤیا اور الہام کے ذریعے سے آپ کی صداقت بتا کر آپ کے سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق دے دیتا تھا۔ یا اگر وہ نہ مانتے تو ان کے منہ کی بات سے ان پر حجت قائم ہو جاتی۔

بہت سے معجزات آپ کے اس رنگ میں ظاہر ہوتے کہ آپ کی مخالفت کرنے والے جس رنگ میں آپ کو ذلیل کرنا چاہتے اسی رنگ میں خود ذلیل ہو جاتے اور بہت سے ناگہانی موتوں کا شکار ہوتے۔ جن میں انسان کا دخل نہ ہوتا بلکہ بیماریاں وغیرہ اس کا باعث ہوتیں تا امر مشتبہ نہ ہو جائے۔

بہت سے معجزات بظاہر نظر آنے والے قانون قدرت کی تبدیلی کے رنگ میں ظاہر ہوتے تھے۔

بہت سے معجزات آئندہ کی خبروں پر اطلاع پانے کے رنگ میں ظاہر ہوتے تھے آپ کو قبل از وقت اطلاع مل جاتی اور اسی طرح ہوتا۔

بہت سے معجزات حفاظت کے رنگ میں تھے یعنی اللہ تعالیٰ باوجود مخالف حالات کے آپ کو اور آپ کے دوستوں کو بہت سے صدموں سے محفوظ رکھتا تھا۔

غرض کئی اقسام کے آپ کے معجزات ہیں اور قریباً ہر ایک قسم کے معجزات کی ہزاروں مثالیں ہیں۔ اگر ان کو لکھا جائے تو دفتروں کے دفتر لکھنے پر بھی وہ ختم نہ ہوں مگر ان میں سے مثال کے طور پر چند لکھے جاتے ہیں تا بطور دلیل کے آپ کی صداقت پر گواہ ہوں۔

۱۔ علمی معجزہ

اے شہزادہ عالی وقار! یہ زمانہ علمی ہے اور اس وجہ سے ہم آپؐ کے علمی معجزات کو ہی پہلے بیان کرتے ہیں۔ آپ پڑھ چکے ہیں کہ آپ کی تعلیم معمولی تھی۔ آپ کسی مدرسہ میں نہیں پڑھے نہ کسی مشہور عالم سے آپ نے تعلیم پائی آپ کے والد نے معمولی مدرس ملازم رکھ دیئے تھے جن سے آپ نے ابتدائی درسی کتب کی تعلیم حاصل کی مگر باوجود اس کے جب آپ نے دعویٰ کیا اور آپ کے دشمنوں نے آپ پر اعتراض کیا کہ آپؐ تو جاہل ہیں آپ اس مقام عالی پر

کیونکر پہنچ سکتے ہیں؟ کہ خدا تعالیٰ آپ کو مہدی اور مسیح بنا دے؟ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو یکدم عربی زبان کا وسیع علم دے دیا۔ جس زبان میں کہ تمام اسلامی علوم ہیں اور ایک دن میں آپؑ کو چالیس ہزار الفاظ کا مادہ سکھایا گیا اور ایسا ہوا کہ باوجود اس کے کہ آپ کبھی عرب نہ گئے تھے اور نہ عربوں کی صحبت میں رہنے کا آپ کو اتفاق ہوا تھا اور نہ آپؑ نے کبھی پہلے عربی عبارت لکھی تھی اور نہ ہندوستان میں عربی تعلیم کا جو طریق مروج ہے اس سے عربی لکھنے یا بولنے کی طاقت پیدا ہوتی ہے۔ آپؑ نے روح القدس کی تائید سے فصیح عربی زبان میں نہایت اعلیٰ درجہ کے مضامین پر مشتمل کُتب لکھنی شروع کیں اور مخالفوں کو بُلایا کہ تم لوگ جو بڑے بڑے علماء ہو میرے مقابل عربی زبان میں کُتب لکھ کر دکھاؤ مگر سب اس سے عاجز آگئے اور انھوں نے کہنا شروع کیا کہ اس کے پاس عرب پوشیدہ ہیں جو اسے عربی کُتب لکھ کر دے دیتے ہیں ورنہ اسے کچھ نہیں آتا۔ تب آپؑ نے تمام دنیا کے لوگوں کو مقابلہ کے لئے للکارا اور کہا کہ میں صرف ہندوستان ہی کے علماء کو نہیں کہتا بلکہ دنیا بھر کے علماء کو جن میں عرب اور شام کے لوگ بھی شامل ہیں جن کی مادری زبان عربی ہے۔ کہتا ہوں کہ اگر وہ سچے ہیں اور میری تحریریں انسانی کام ہیں تو میرے مقابل پر عربی زبان میں کتب لکھیں پھر اگر ان کی کتب فصاحت اور بلاغت میں میری کتب سے بڑھ جائیں تو بیشک مجھے جو چاہیں سزا دیں لیکن میں قبل از وقت بتا دیتا ہوں کہ یہ کبھی میرا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔

اے شہزادۂ مکرم! آپ اس دعوے کی عظمت اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں کہ اگر کوئی رُوسی جس نے نہ کبھی انگلستان دیکھا ہو نہ امریکہ اور نہ انگریزی بولنے والوں کی سوسائٹی میں رہا ہو اور نہ کسی کالج میں اس نے انگریزی تعلیم پائی ہو اگر وہ تمام انگریزوں کو چیلنج دے کہ تم میں سے کوئی میرے مقابل پر آکر فصیح و بلیغ انگریزی میں کتب لکھے اور کوئی اس کا مقابلہ نہ کر سکے نہ منفرداً نہ بہت سے عالم مل کر تو کسقدر تعجب اور اچنبھے کی بات ہوگی؟ مگر حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بعینہٖ اسی طرح ہوا ہے۔ آپ نے بار بار علمائے مصر اور شام اور ہندوستان کو چیلنج دیا مگر کوئی شخص آپ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ بعض لوگوں نے مقابلہ پر کتب لکھنے کی بجائے آپ کی کتب کی غلطیاں نکالنی شروع کیں مگر ان سے اللہ تعالیٰ نے ایسی ایسی غلطیاں کروائیں کہ وہ اور بھی ذلیل ہوئے۔

اور کیا یہ عجیب بات نہیں کہ جبکہ لوگ ایک ایک سو روپے کے انعام کے لئے جان توڑ کوشش کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے مخالفوں کو مقابل پر آکر کتب لکھنے کے لئے انعامات بھی مقرر کئے جو بعض دفعہ بڑی بڑی مقدار کے تھے یعنی آپ نے دس دس ہزار کی رقم اس شخص کے لئے جو آپ

جیسی فصیح عربی زبان میں کتاب لکھے انعام میں مقرر کی اور فیصلہ کا طریق بھی نہایت سہل رکھا مگر باوجود اس کے کوئی مقابلہ پر نہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے سب کی ہمتیں پست کر دیں اور زبانیں بند کر دیں اور آپ کا یہ معجزہ ہمیشہ کے لئے صداقت کے طلب گاروں کے لئے ایک نشان ہوگا اور اس کے منکروں کے خلاف حجت اور اس قسم کے معجزات آپ کے ہاتھ پر کئی رنگوں میں اور متعدد دفعہ ظاہر ہوئے۔

دوسرا معجزہ: لاعلاج بیماروں کی شفاء کے متعلق

دوسری مثال آپ کے معجزات میں سے مَیں ایسے بیماروں کے اچھا کرنے کے متعلق بیان کرتا ہوں جو طبّی طور پر لاعلاج سمجھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

کہ ایک لڑکا کئی ہزار میل سے یعنی حیدر آباد دکن کے علاقہ یادگیر سے اس مدرسہ میں پڑھنے کے لئے آیا جسے آپ نے اپنی جماعت کے لڑکوں کے لئے جاری کیا تھا اور غرض یہ تھی کہ اس مدرسہ میں جو لڑکے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آویں گے ان کی دینی تعلیم بھی ساتھ ساتھ ہوتی چلی جائے گی۔ اس لڑکے کا نام عبدالکریم تھا۔ اسے اتفاقاً باولے کتے نے کاٹ لیا اور اسے علاج کے لئے کسولی بھیج دیا گیا مگر جب وہ وہاں سے واپس آیا تو اسے دیوانگی کا دورہ ہوگیا اور تشنج پڑنے لگا اور حالت خراب ہوگئی کسولی تار دیا گیا کہ اب اس کے لئے کیا کیا جائے؟ مگر وہاں کے ڈاکٹر نے تار میں جواب دیا کہ افسوس عبدالکریم کے لئے اب کچھ نہیں ہوسکتا۔

"SORRY NOTHING CAN BE DONE FOR ABDUL KARIM"

حضرت مسیح موعودؑ کو اس کا بہت صدمہ ہُوا کہ یہ بچہ جس کی ماں بیوہ ہے اور اس نے نہایت شوق سے اس قدر فاصلہ سے دین کی خاطر اس کو یہاں بھیجا ہے اس طرح ضائع ہو جائے اور آپ نے اس کے لئے دُعا کی اور وہ اچھا ہوگیا اور اب تک زندہ ہے اور اپنا کاروبار کرتا ہے۔

یہ وہ نشان ہے کہ علمی دنیا کو اس کی بے نظیری ماننے کے سوا چارہ نہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے اس وقت تک اس قسم کی شفاء کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ بیشک دیوانگی کے دورہ سے پہلے علاج ہوجاتا ہے اور بعض بِلا علاج کے بھی دیوانگی کے حملہ سے بچ جاتے ہیں۔ مگر دیوانگی کا دورہ ہوکر پھر شفاء آج تک کسی مریض کو نہیں ہوئی اور یہ ایسا زبردست معجزہ ہے کہ اس زمانہ کی علمی ترقی کو مدِّنظر رکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی زمانہ کے لئے مخصوص رکھا تھا تا سائنس کے دلدادوں پر اپنی قوت اور اپنے جلال کا اظہار کرے اور بتائے کہ مَیں خدا ہوں جو

سب طاقتیں رکھتا ہوں چاہوں تو زندہ کر دوں اور چاہوں تو مار دوں۔

تیسرا معجزہ : مُردہ کو زندہ کرنا

اے شہزادۂ بلند اقبال! ہمارا یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ اس دُنیا میں مُردہ نہیں زندہ کیا کرتا اور اگر مُردہ زندہ کرتا تو کس طرح ممکن تھا کہ لوگ اس کی بادشاہت میں شک لاتے؟ اور اس کی طاقت پر شُبہ کرتے؟ مثلاً یسوع مسیح کی نسبت جو لکھا ہے کہ اس نے مُردے زندہ کئے۔ اگر فی الواقع وہ مُردہ زندہ کرتا تو کیا کوئی عقلمند انسان یہ وہم کر سکتا ہے؟ کہ یہودی اس کے دشمن رہتے اور رومی اس کی غلامی کا جوُا اپنی گردن پر نہ اُٹھاتے؟ اس نے تو خود بتا دیا تھا کہ جن کو وہ زندہ کرتا تھا وہ حقیقی مُردہ نہ تھے بلکہ وہ لوگ جن کو لوگ مُردوں کی طرح سمجھ بیٹھے تھے اور ان کی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے اس کے ہاتھوں سے شفاء پاتے تھے۔ چنانچہ جب وہ اس سردار کی بیٹی کو جس نے اس سے اپنی بیٹی کے زندہ کرنے کی درخواست کی تھی زندہ کرنے گیا تو اس نے یہی کہا تھا کہ :-

کنارے ہو کہ لڑکی مری نہیں بلکہ سوتی ہے۔" (متی باب ۹ آیت ۲۴)★

پس مُردوں کے زندہ کرنے سے مراد مُردوں کی طرح کے لوگوں کا زندہ کرنا ہے اور ایسے کئی نشان اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر دکھائے ان میں سے ایک واقعہ خان محمد علی خان صاحب کے لڑکے کا ہے۔ خان صاحب موصوف موجودہ والئ ریاست مالیرکوٹلہ کے ماموں ہیں۔ ان کے صاحبزادہ میاں عبدالرحیم خان ایک دفعہ ٹائیفائیڈ سے سخت بیمار ہوئے اور حالت سخت نازک ہو گئی اور ڈاکٹر اور طبیب مایوس ہو گئے۔ تب اللہ تعالیٰ سے آپؑ نے دُعا کی کہ وہ اس کو شفاء عطا فرمادے اور اس نے اس دُعا کو قبول کر کے آپ کو اطلاع دی کہ دُعا قبول ہو گئی ہے اور آپ نے خان محمد علی خان صاحب جاگیر دار مالیرکوٹلہ کو جو قادیان میں ہی ہجرت کر کے آ بسے ہوئے تھے اس کے متعلق اطلاع بھی دے دی۔ چنانچہ اس کے بعد اس بچہ کی حالت یکدم درست ہونی شروع ہو گئی اور وہ بالکل تندرست ہو گیا اور ڈاکٹروں کے خیالات اور آراء باطل گئیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب تک زندہ ہے اور اس وقت تعلیم کے لئے انگلستان گیا ہوا ہے۔ اس واقعہ کو سترہ سال ہو گئے ہیں۔ حالانکہ طبیب سمجھتے تھے کہ وہ چند ساعت کا مہمان ہے یہی مُردوں کے زندہ کرنے کا نشان ہے جو اللہ تعالیٰ کے پیاروں کے ہاتھوں پر ظاہر ہوتا ہے ورنہ اصلی مُردے اس دُنیا میں واپس نہیں آیا کرتے۔

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

چوتھا معجزہ: تغیرات فضائی کے متعلق

چوتھی مثال آپ کے معجزات میں سے تغیرات فضائی کے متعلق ہم پیش کرتے ہیں۔ جب آپ کی تکذیب بہت بڑھ گئی تو آپ نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ شریروں اور سرکشوں کے لئے طاعون نازل کرے تا مسیح اوّل کی پیشگوئی بھی پوری ہو کر لوگوں کے لئے حجت ہو اور لوگوں کے دلوں میں خوف خدا بھی پیدا ہو اور اس دُعا کو شائع بھی کر دیا۔ پھر آپ نے ایک کتاب نور الحق میں شائع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ سُورج اور چاند کے گرہن کے نشان کے بعد بھی اگر لوگ توجہ نہیں کریں گے تو سخت عذاب نازل ہوگا اور پھر یہ خبر دی کہ تمام پنجاب میں گاؤں گاؤں اور شہر شہر وبا پڑے گی اور ان خوابوں اور الہاموں کو کتابوں اور اخباروں میں شائع کرا دیا اس کے بعد ہندوستان اور پنجاب میں وہ سخت طاعون پڑی کہ اس سے تیس لاکھ کے قریب آدمی اب تک مر چکا ہے۔

یہ ایک زبردست نشان ہے کیونکہ کسی انسانی طاقت میں نہیں ہے کہ اس طرح فضا میں تغیرات پیدا کر دے جس سے وبا کے جراثیم میں جوش پیدا ہو جائے اور ملک کا ملک ان کے اثر کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ تمام ہندوستان اس وبا کے اثر اور نشانات کو ظاہر کر رہا ہے اور تباہ خاندان اور اُجڑے ہوئے گھر اس امر پر شہادت دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادوں کا انکار ایک خطرناک بات ہوتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ باوجود رحیم کریم ہونے کے برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ اگر وہ اس بات کو برداشت کرے تو لوگ ہمیشہ کی زندگی سے محروم رہ جائیں اور شرارت میں بڑھتے جائیں۔

پانچواں معجزہ

پہلی قسم کے معجزات کی ایک اور مثال بھی میں پیش کر دینی مناسب سمجھتا ہوں کیونکہ وہ بہ سبب تازہ ہونے کے زیادہ اہم ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مأموروں کی صداقت ثابت کرنے کے لئے کئی وبائیں بھی پیدا کر دیتا ہے۔

آج سے بیس پچیس سال پہلے آپ نے یہ اعلان کیا تھا کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ کئی قسم کی بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی پھر آپ نے خبر دی کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ خدا کا وعدہ ہے کہ ایک نئی وبا بھی جس سے اس ملک کے لوگ ناواقف ہیں اس ملک میں پھیل جائے گی اور انسان حیرت میں پڑیں گے کہ کیا ہونا چاہتا ہے؟ اور یہ کہ ایک سخت اور خوفناک قسم کی طاعون ظاہر ہونے والی

ہے جو اس ملک میں اور دوسرے ملکوں میں ظاہر ہو گی اور پریشان کرے گی اور یہ کہ وہ خصوصیت سے یورپ اور دیگر مسیحی ممالک میں پڑے گی۔

چنانچہ انفلوئنزا کا پچھلا حملہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ایک زبردست ثبوت تھا جس سے دو کروڑ کے قریب لوگ مرگئے اور یہ یورپ سے شروع ہؤا اور پھر زیادہ تر یورپ یا دیگر مسیحی ممالک میں ہی پھیلا۔ یا پھر ان ممالک میں کہ جو مسیحیوں کے ماتحت ہیں گو کہا جاتا ہے کہ یہ بیماری نئی نہیں مگر اس حملۂ وبا کی شکلیں کئی نئی تھیں جو پہلے نہیں دیکھی گئی تھیں اور اب تک کئی نئی صورتوں میں یہ ظاہر ہو رہا ہے اور متواتر اس کی رَو یورپ سے ہی شروع ہوتی ہے اور اس وقت بھی جرمنی اور فرانس اور انگلستان میں تباہی پھیلا رہا ہے اور صرف لندن شہر میں اس رسالہ کی تصنیف سے پہلے ہفتہ میں دو سو کے قریب موت اس مرض سے ہوئی ہے اور بعض مقامات کے متعلق تازہ خبروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ تیسرے حصہ سے زائد ڈاکٹر ہی بیمار ہیں اور ٹرام کاروں وغیرہ کے کام بھی بند ہو رہے ہیں اور پوپ بھی اس مرض میں مبتلاء ہے اور اس کی حالت نازک ہے اور ابھی نہیں کہہ سکتے کہ یہ پیشگوئی کس حد تک اپنا ظہور دکھائے گی اور کب تک لوگ اس وبا کے شکار ہوں گے؟ (بعد کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ پوپ بینی ڈکٹ مر گیا ہے)۔

چھٹا معجزہ: تغیرات زمینی کے متعلق

چھٹی مثال آپؑ کے معجزات میں سے ہم تغیرات زمینی کے متعلق پیش کرنی چاہتے ہیں۔ حضرت مسیحؑ نے خبر دی تھی کہ ان کی آمد ثانی کے موقع پر خطرناک زلزلے بھی آویں گے اور اگر زلزلے نہ آتے تو آپ کے دعوے پر لوگوں کو شک ہوتا پس اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کے لئے اور آپ کی صداقت کے اظہار کے لئے آپ کو قبل از وقت اطلاع دی کہ "زلزلہ کا دھکا" اور ایک عربی الہام اس کے ساتھ ہؤا جس کے یہ معنی ہیں کہ اس زلزلہ سے ایسی سخت تباہی آئے گی کہ دائمی رہائش کے مکان بھی اور وہ مکان بھی جو عارضی رہائش کے لئے بنائے جاتے ہیں تباہ ہو جائیں گے۔*

یہ الہامات اسی وقت اخبارات سلسلہ احمدیہ میں شائع کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ان کی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد ۴/ اپریل ۱۹۰۵ء کا وہ خطرناک زلزلہ آیا جس سے بیس ہزار کے قریب آدمی مر گئے اور کئی شہر اور گاؤں تباہ ہو گئے اور جیسا کہ الہام میں اشارہ تھا مستقل رہائش کے مکانوں کے علاوہ عارضی رہائش کے مقامات یعنی چھاؤنیاں بھی تباہ ہوئیں۔ چنانچہ دھرم سالہ کی چھاؤنی کے مکانات بالکل برباد ہو گئے اور ڈلہوزی اور دوسری بعض اور جگہوں کی چھاؤنیوں کے

* تذکرہ صفحہ ۵۱۵ و ۶۵۵ ایڈیشن چہارم

مکانات کو بھی صدمہ پہنچا۔ یہ زلزلہ ایسے مقام پر آیا جس کی نسبت تمام ماہرین علم طبقات الارض یہ خیال کر چکے تھے کہ یہاں اب زلزلہ نہیں آسکتا مگر خدا تعالیٰ کے اقتدار کے آگے بندوں کے علم اور ان کی سمجھیں کیا کام دے سکتی ہیں ؟

اور پھر اس نشان کی شان اور بھی بڑھ جاتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ اس زلزلہ کے بعد جاپان کے ایک مشہور عالم نے جب یہ خبر دی کہ اب ایک سو سال تک کوئی سخت دھکے والا زلزلہ ہندوستان میں نہیں آسکتا اور دھرم سالہ اور اس کے گردونواح میں ماہرین فن کے اطمینان دلانے پر گورنمنٹ نے چھاؤنی کی عمارتیں بھی شروع کرادیں۔ تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ پھر زلزلہ آئے گا اور آئے گا بھی موسم بہار میں۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔

فروری ۱۹۰۶ء میں پھر ایک سخت زلزلہ آیا جس سے گو اس قدر نقصان جانوں کا نہیں ہؤا کیونکہ لوگ اس وقت چھپروں میں رہتے تھے لیکن مکانات جو دوبارہ تعمیر ہو رہے تھے گر گئے اور بہت سا مالی نقصان ہؤا۔ اور گورنمنٹ کو کئی سرکاری مکانات کا بنوانا ملتوی کرنا پڑا۔

اس نشان کے متعلق آپؑ نے یہ بھی بتایا تھا کہ یہ ہندوستان کے باہر دوسرے ملکوں میں بھی ظاہر ہوگا اور متواتر سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلے سترہ سال میں جسقدر زلزلے آئے ہیں اور جسقدر موتیں ان سے ہوئی ہیں اور جس قدر مالی نقصان ان سے لوگوں کو اٹھانا پڑا ہے اس قدر نقصان کسی پہلے زمانہ میں تین سو سال کے زلزلے ملا کر بھی نہیں ہؤا اور یہ نشان اس امر کا ثبوت تھا کہ آپؑ کا بھیجنے والا جس طرح فضاء پر تصرف رکھتا ہے اسی طرح زمین کے اندرونی تغیرات بھی اس کے قبضہ میں ہیں اور اس کا علم وسیع ہے۔

ساتواں معجزہ: انسانی نسل کی زیادتی کے متعلق

آپ کے معجزات کی ساتویں مثال کے طور پر ہم وہ معجزہ پیش کرتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان کی نسلی زیادتی یا کمی پر بھی اللہ تعالیٰ کا تصرف ہے اور وہ یہ ہے کہ آپؑ کے ایک دشمن مولوی سعد اللہ ساکن لدھیانہ نے آپؑ کی نسبت بیان کیا کہ یہ مرجائیں گے اور ان کے بعد ان کا سلسلہ تباہ ہو جائے گا کیونکہ پیچھے سلسلہ کا چلانے والا کوئی نہ ہوگا اس پر آپؑ کو الہام ہؤا کہ تیرا دشمن ہی بے اولاد رہ جائے گا★ تو ایسا نہیں ہوگا۔ جس وقت یہ الہام شائع کیا گیا مولوی سعد اللہ کا ایک لڑکا پندرہ سولہ سال کا موجود تھا اور ابھی وہ جوان آدمی تھا اس کے ہاں اولاد ہو سکتی تھی مگر اس پیشگوئی کے بعد اس کے اولاد کا سلسلہ بند ہوگیا اور آخر وہ خود بھی اپنے لڑکے

★ تذکرہ صفحہ ۲۷۸ و صفحہ ۶۰۲ ایڈیشن چہارم

کی شادی کا انتظام کرتا ہؤا ہلاک ہؤا۔ اس کی موت پر آپؑ کے دشمنوں نے لکھا کہ مولوی سعد اللہ کا بچہ چونکہ موجود ہے اس لئے آپ کی پیشگوئی جھوٹی نکلی آپ نے لکھا کہ یہ لڑکا تو پیشگوئی سے پہلے ہی موجود تھا اس پیش گوئی کا اس لڑکے کے متعلق تو یہ اثر ہو گا کہ اس کے اولاد نہ ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا وہ بھی بے اولاد ہے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت اور قدرت کا ثبوت دے رہا ہے اور ثابت کر رہا ہے کہ خدا نسلوں کی زیادتی اور کمی پر بھی قبضہ رکھتا ہے۔

زیادتی نسل کی مثال خود آپؑ کی اولاد ہے کہ جس کی نسبت کثرت سے آپ کو الہامات ہوئے تھے۔ اسی طرح اور بہت سے لوگ جن کے اولاد نہ ہوتی تھی یا ہو کر مر جاتی تھی ان کے متعلق آپ کی دُعائیں قبول ہو کر ان کو اولاد ملی۔

آٹھواں معجزہ: تقسیم بنگال

آپ کے معجزات میں سے آٹھویں مثال کے طور پر ہم آپکی وہ پیش گوئی پیش کرتے ہیں جو آپ نے تقسیم بنگالہ کے متعلق کی جب تقسیم بنگالہ ہوئی اور بنگالیوں نے اس پر شور مچایا اور گورنمنٹ نے ان کی فریاد پر کان نہ دھرے تو آپ کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ:۔

"پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ حکم جاری کیا گیا تھا اب ان کی دلجوئی ہو گی"۔ ★

یہ الہام ۱۱ فروری ۱۹۰۶ء کو ہؤا اور اسی وقت کئی اخباروں اور رسالوں میں شائع کر دیا گیا یہ زمانہ جیسا کہ اے شہزادہ والا جاہ! آپ جانتے ہوں گے وہ تھا جبکہ گورنمنٹ اپنی پالیسی پر مُصر تھی اور اپنے حکم کو واپس لینے کے لئے ہرگز تیار نہ تھی۔ بنگالی اپنا پورا زور لگا چکے تھے مگر ان کی تمام کوششیں اکارت جا چکی تھیں اور آخر وہ مایوس ہو کر بجائے تقسیم بنگالہ کے حکم کو بدلوانے کے اس امر پر آمادہ ہو گئے تھے کہ گورنمنٹ کو نقصان پہنچائیں اور بڑے بڑے ماہرین سیاست اس امر کا اعلان کر رہے تھے کہ گورنمنٹ سے غلطی ہوئی ہے مگر اب اس حکم کو طے شدہ سمجھنا چاہئے اور زیادہ شور کرنا فضول ہے۔ حتّٰی کہ جس وقت یہ پیشگوئی شائع ہوئی اس وقت بعض بنگالی اخبارات نے ہی لکھا کہ ہم بنگالی تو مایوس ہو چکے ہیں اور یہ شخص اس قسم کی باتیں لکھتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کے بھیدوں کو کون سمجھ سکتا تھا وہ ان لوگوں کی امیدوں کے خلاف جو بنگال کے رہنے والے تھے اور جن کو شکایت تھی اور ان لوگوں کے ارادوں کے خلاف جن کے ہاتھ میں بظاہر اختیار تھا اپنے رسول کو بتا رہا تھا کہ بنگالیوں کی دلجوئی ہو جائے گی۔

اس الہام کے شائع ہونے کے بعد بھی متواتر یہ سوال پارلیمنٹ میں آیا اور گورنمنٹ سے متواتر

★ تذکرہ صفحہ ۵۹۶ وصفحہ ۶۶۴ ایڈیشن چہارم

درخواست کی گئی کہ وہ اپنے حکم کو منسوخ کر دے مگر باوجود بار بار درخواستیں کرنے کے گورنمنٹ نے تقسیم بنگالہ کے سوال پر غور کرنے سے انکار کر دیا اور وزیر ہند لارڈ کریونے (جن کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے بعد میں اپنے کلام کے مطابق کام کروایا) تو پارلیمنٹ میں صاف کہہ دیا کہ اس فیصلہ کو ہرگز بدلہ نہیں جا سکتا مگر خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے اپنے کلام کو پورا کرنے کے لئے یہ سامان کیا کہ اے شہزادۂ ذی شان! آپ کے والد مکرم ہمارے بادشاہ کی تخت نشینی کی تقریب پر یہ تحریک پیدا کر دی کہ ان کی تاج پوشی بحیثیت بادشاہ ہندوستان ہونے کے ہندوستان میں بھی ہونی چاہئے اور اس طرح اس نے آپ کے والد کو اس امر کے لئے منتخب کیا کہ وہ اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کے کلام کو پورا کریں۔ چنانچہ آپ کی ہندوستان میں تشریف آوری اور تاج پوشی کی تقریب پر ہندوستان کو جن مراعات کا دیا جانا تجویز ہوا ان میں ایک تقسیم بنگالہ کی منسوخی بھی تھی اور انہوں نے ہزاروں میلوں کا سفر اختیار کر کے دہلی جدید دار الخلافہ میں بذاتِ خود تقسیم بنگالہ کی منسوخی کا اعلان کر کے گویا اس امر کا اعلان کیا کہ حکومتیں اور افراد اللہ تعالیٰ کے نزدیک یکساں ہیں جس طرح وہ رعایا پر حکومت کرتا ہے حاکموں اور حکومتوں پر بھی حکم کرتا ہے اور جب وہ کوئی فیصلہ کر دے تو خواہ کسقدر ہی بعید از عقل معلوم ہو ہو کر رہتا ہے اور یہ کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانی سلسلہ احمدیہ خدا تعالیٰ کے رسول اور مأمور ہیں اور اسلام اس کا بھیجا ہوا دین ہے۔

نواں معجزہ: جنگ روس و جاپان

آپ کے معجزات میں سے نویں مثال بھی ہم ایک سیاسی معجزہ کی لیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جس وقت روس اور جاپان کی جنگ چھڑی تو آپ کو الہام ہوا کہ:-

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" (تذکرہ صفحہ ۵۱۲ حاشیہ ایڈیشن چہارم)

جیسا کہ اس الہام کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے اس میں بتایا گیا تھا کہ جاپان اس جنگ میں فاتح ہوگا اور یہ کہ اس کو اس قدر عظیم الشان فتح حاصل ہوگی کہ کوریا پر قبضہ کرنے کی جو اسے خواہش ہے اسے وہ پوری کر سکے گا۔ مگر کوریا والے اسے پسند نہیں کریں گے اور اس ملک میں ایک خطرناک فساد اور فتنہ برپا ہو جائے گا اور ملک کی حالت تباہ ہو جائے گی۔ گو جس وقت یہ الہام شائع ہوا ہے اس وقت بڑے سے بڑے سیاسی مدبر اور برسر حکومت لوگ بھی اس قسم کی بات منہ سے نہیں نکال سکتے تھے اور جاپان کی اس قدر عظیم الشان فتح کی نسبت امید باندھنا تو الگ رہا بعض لوگ تو یہ بھی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ تھے کہ وہ فتح بھی پا سکے گا اور خیال کرتے تھے کہ اب تک روس نے

جنگ کی اہمیت کو سمجھا نہیں۔ جب اس کو اس طرف توجہ ہوئی وہ اپنے نہ ختم ہونے والے ذرائع کو استعمال کر کے جاپان کو پیس ڈالے گا اور یہ تو کوئی بھی نہ مان سکتا تھا کہ جاپان اگر فتح پا گیا تو اپنے مطالبات کو پورا کروا سکے گا مگر بعد کے واقعات نے کس طرح اس کلام کی صداقت کا ثبوت دیا؟ جاپان کامیاب ہؤا اور روس میں ایسے خطرناک فسادات پیدا ہو گئے کہ اسے جاپان کے مطالبات کے مطابق صلح کر لینی پڑی اور کوریا پر اس کے اقتدار کو تسلیم کرنا پڑا لیکن کورین نے اس کو سختی سے ناپسند کیا اور جاپان کے اصرار کو دیکھ کر اس کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اس کے بعد سالہا سال تک جو اس ملک کی خطرناک حالت رہی ہے اور جس طرح اس کا امن برباد ہؤا ہے وہ خود پکار پکار کر اس نازک حالت کی تصدیق کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں بتائی گئی تھی۔

دسواں معجزہ: حکومت ایران

دسواں معجزہ بھی ہم سیاسی معجزات میں سے ہی بیان کرتے ہیں اور ان معجزات میں سے اس مثال کا انتخاب کرتے ہیں جو آپ کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے یہ معجزہ ایران کے متعلق ظاہر ہؤا۔ آپ نے ۱۹۰۶ء میں الہام شائع کیا کہ "تزلزل در ایوان کسریٰ فتاد"* یعنی شاہ ایران کے محل کے اندر تہلکہ پڑ جائے گا۔ جس وقت یہ الہام شائع ہؤا۔ اس وقت ایران کی نسبت یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہاں جمہوریت کی ایسی زبردست لہر بلند ہو گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کی باتوں کا علم بندوں کو اسی وقت ہوتا ہے جب وہ پوری ہو کر اس کے اقتدار اور اس کی طاقت کو ظاہر کرتی ہیں۔ آخر ۱۹۰۹ء میں اس کے آثار ظاہر ہونے لگے اور یکدم ایران میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جمہوریت کی ایک زبردست لہر بلند ہوئی اور اس کے مقابلہ پر شاہ ایران کی سمجھ پر کچھ ایسے پردے پڑ گئے کہ وہ اس جوش کا اندازہ نہ کر سکے جو ملک میں پیدا ہو گیا تھا اور نتیجہ یہ ہؤا کہ ان کے محل میں تہلکہ مچ گیا اور وہ اپنی بیگمات سمیت دفعتاً اپنے محل اور اپنی سلطنت کو چھوڑ کر بھاگنے پر مجبور ہوئے اور ملک میں جمہوری حکومت کی بنیاد رکھدی گئی اور یہ تغیر مسیح موعودؑ کی صداقت کا ایک گواہ ٹھہرا جو ہمیشہ کے لئے اہل ایران اور دیگر ممالک کے لئے آپ کے منجانب اللہ ہونے کا ایک نشان ہو گا۔

گیارہواں نشان: عالمگیر جنگ

سب سے آخر میں اے شہزادۂ والا جاہ! ہم آپ کے سامنے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک ایسا نشان پیش کرتے ہیں (کہ وہ بھی آپ کی وفات کے بعد ہی ظاہر ہؤا ہے) جس کے گواہ حضور ملک معظم

* تذکرہ صفحہ ۵۹۱ ایڈیشن چہارم

اور خود آپ اور قیصر جرمن اور زارِ روس اور دُنیا کی قریباً ہر حکومت اور ہر ایک بڑا اعظم اور ہر ایک ملک ہیں اور وہ آپ کی وہ پیشگوئی ہے جو پچھلی عالمگیر جنگ کے متعلق ہے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر ۱۹۰۵ء میں اعلان کیا کہ ایک عظیم الشان زلزلہ کی خبر دی گئی ہے۔ جو جوانوں کو بڈھا کر دیگا اور شہر اس سے برباد ہوں گے اور اس قدر خون بہے گا کہ نہریں مُردوں کے خون سے سرخ ہو جائیں گی اور پہاڑ اس سے اُڑائے جائیں گے اور لوگ اس کے صدمہ سے پاگل ہو جائیں گے اور تمام دنیا پر اس کا اثر ہو گا اور اس کے نتیجہ میں زار روس کی حالت بہت ہی زار اور دردناک ہو گی اور پھر آپ نے خبر دی کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ چاروں طرف جنگی جہاز پھریں گے تاکہ آپس میں جنگ ہو اور مسافر روکے جائیں گے اور اپنے وطنوں تک ان کا پہنچنا مشکل ہو جائے گا اور زار روس سے اس کی حکومت لے لی جائے گی۔

اور پھر آپ کو بتایا گیا کہ جہاز ہر وقت سمندر میں جانے کے لئے تیار رکھے جائیں گے زمین تہ و بالا کی جائے گی اور خدا اپنی فوجوں سمیت دنیا کو اس کے گناہوں کی سزا دینے کے لئے نازل ہو گا۔ عرب اپنی قومی ترقی کی طرف توجہ کریں گے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کریں گے۔ جس طرح میرا ذکر اور میری یاد مٹ گئی ہے اسی طرح میں شہروں اور علاقوں کو برباد کر دوں گا اور ان شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا اور یہ کہ سولہ سال کے عرصہ میں یہ واقعہ ہو گا۔

پھر ایک اور موقع پر آپ بیان فرماتے ہیں کہ وہ خطرناک جنگ جو ہونے والی ہے اس وقت نہ معلوم ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں اس لئے ہم نے برطانیہ کی کامیابی کے لئے دُعا کر دی ہے تاکہ اس حکومت نے جو مذہبی آزادی ہمیں دے رکھی ہے اس کا بدلہ ہو۔

گو اس پیشگوئی میں زلزلہ کا لفظ استعمال ہؤا ہے مگر عربی میں زلزلہ کو ہر ایک مصیبت کے معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں بھی یہ لفظ جنگ کے متعلق استعمال ہؤا ہے اور خود حضرت مسیح موعودؑ نے اس پیشگوئی کے اعلان کے وقت شائع کر دیا تھا کہ اس سے مراد کوئی ایسی آفت ہے جس سے شہر اور کھیت وغیرہ برباد ہوں گے۔

اے شہزادۂ والا مقام! اس پیشگوئی کے الفاظ خود اپنی تشریح کر رہے ہیں اور کسی دوسری کی تشریح کے محتاج نہیں کس طرح یہ جنگ آناً فاناً ساری دُنیا میں پھیل گئی اور کس طرح جنگی بیڑے اِدھر سے اُدھر پانچ سال تک گشت لگاتے رہے اور جنگی جہاز ہر وقت جنگ کی انتظار میں پھرتے رہے اور کس طرح پہاڑ استعارۃً نہیں بلکہ فی الواقع اُڑائے گئے اور شہر اور علاقے برباد

ہوئے کہ ان کی حالت کو دیکھ کر رونا آتا تھا اور کس طرح تمام ممالک پر اس کا اثر پڑا ؟ اور مسافروں کے لئے یہ جنگ کیسی خطرناک ثابت ہوئی کہ ہزاروں بِلا قصور اور بِلا گناہ دشمنوں کے ملک میں روکے گئے اور ان کے رشتہ دار ان کی یاد میں تڑپتے رہے کس طرح دریا واقعی طور پر مردوں کے خون سے رنگے گئے ؟ اور جوان اس کے صدمہ سے بوڑھے اور عقلمند پاگل ہو گئے اور ہزاروں آدمی جو اچھے بھلے تھے اپنی عقل کو کھو بیٹھے اور اس طرح زمین تہ و بالا کی گئی کہ اب تک اس کی درستی اور آبادی کا پورا انتظام نہیں ہو سکا گو اربوں روپیہ خرچ کیا جا چکا ہے۔ اور کس طرح بیسیوں جگہیں اسی طرح دُنیا سے مٹ گئیں جس طرح اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کی عبادت یورپ کے علاقوں سے مٹ گئی ہے اور پھر عربوں نے جنگ میں شامل ہو کر اپنی قومی زندگی کو کس طرح قائم کیا اور اس کے حصول کے لئے ایک سیل کی طرح اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں چل کھڑے ہوئے اور یہ سب کچھ پیشگوئی کے شائع ہونے کے بعد جو کہ ۱۹۰۵ء میں شائع کی گئی تھی مطابق پیش گوئی سولہ سال کے اندر ہؤا اور پھر اے شہزادہ ! کس طرح اللہ تعالیٰ نے عین مایوسی اور نا امیدی کے وقت مسیح موعودؑ کی دُعا کو سن کر برطانیہ کی فتح کا سامان پیدا کر دیا۔

اور زارِ روس کے متعلق جو کچھ کہا گیا تھا وہ کس طرح حرف بحرف پورا ہؤا ہم نے اس حصہ کو سب سے آخر میں اس لئے لیا ہے کہ یہ سب سے زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ پیشگوئی میں اس حصہ کے متعلق کئی باتیں بیان کی گئی تھیں۔ ایک تو یہ کہ اس جنگ کے شروع ہونے تک زار کی حکومت کو اندرونی اصلاحات کے مدعی کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔

دوم یہ کہ اس جنگ کے بعد تک اس کی حکومت قائم نہیں رہ سکتی کیونکہ اسی جنگ میں اس کی حالت کے زار ہو جانے کی خبر دی گئی ہے۔

پھر یہ کہ اس سے حکومت چھین لی جائے گی اور یہ نہ ہو گا کہ وہ بادشاہت کی ہی حالت میں مارا جائے۔

اور پھر یہ کہ اس کے بعد زاروں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کہا گیا تھا کہ زار کی حالت خطرناک ہو گی نہ یہ کہ کسی خاص بادشاہ کی۔

اور پھر یہ بتایا گیا تھا کہ وہ آسانی سے مر بھی نہیں سکے گا بلکہ سخت تکالیف اور رسوائیاں اور ناکامیاں اور نامرادیاں دیکھے گا۔

اور اے شہزادہ ذی شان ! کس طرح یہ باتیں لفظ بلفظ پوری ہوئیں اور زارِ روس کی حالت

کیسی زار اور مضمحل ہوئی کہ دوست تو دوست دشمن تک بھی اس پر افسوس کرتے اور اس پر رحم کھاتے ہیں۔

غرض اس پیشگوئی کے بیسیوں پہلو اس وضاحت اور اس صفائی سے پورے ہوئے ہیں کہ صرف یہی ایک نشان مسیح موعودؑ کی صداقت کے لئے کافی ہے اور ملک معظم اور آپ بہ سبب اس فتح کے جو مسیح موعودؑ کی دعاؤں سے آپ کو حاصل ہوئی ہے اور قیصر بہ سبب اس شکست کے جو اس کو حاصل ہوئی اور زار روس بہ سبب اس زار حالت کے جو اس پر نازل ہوئی اور دنیا کا ہر حصہ اور ہر ملک اور ہر جنگی جہاز اور ہر پہاڑ جس پر توپخانہ رکھا گیا یا جس پر گولہ باری ہوئی اور ہر دریا جس پر جنگ ہوئی اور ہر سرنگ جو کھودی گئی اور ہر مدبر جس کے ذمہ اس کا انتظام سپرد تھا اور ہر شخص جس نے اس جنگ سے نقصان اٹھایا اور ہر حکومت جس نے اس جنگ میں حصہ لیا اس پیشگوئی کے ذریعے سے مسیح موعودؑ کی صداقت کے گواہ بنے اور اس کی سچائی کے شاہد۔ گو یہ اور بات ہے کہ اس کی صداقت کا منہ سے بھی اقرار کریں یا نہ کریں۔

بعض وہ الہامات جو آئندہ زمانہ کے متعلق ہیں اور ابھی پورے ہونے ہیں

اے شہزادۂ ذی جاہ! میں چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے معجزات کے بیان کر دینے کے بعد بعض ایسی پیشگوئیاں بھی بیان کر دوں جنہوں نے ابھی پورا ہونا ہے۔

روس کے ملک کے متعلق ان پیشگوئیوں کے علاوہ جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور جو پوری بھی ہو چکی ہیں۔ آپؑ کی یہ بھی پیشگوئی ہے کہ اس ملک کی حکومت آخر احمدیوں کے ہاتھ میں آجاوے گی اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ بخارا کے ملک میں خاص طور پر اس سلسلہ کو قریب زمانہ میں ہی پھیلا دے گا اور یہ بھی کہ یورپ کا اکثر حصہ آخر اسلام کو قبول کرے گا اور آپؑ پر ایمان لاوے گا اور یہ بھی کہ دنیا کے تمام مذاہب اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے سامنے شکست کھا کر مٹتے جائیں گے اور آخر قریباً نیست و نابود ہو جائیں گے اور دنیا میں صرف آپؑ پر ایمان لانے والے لوگ رہ جائیں گے اور جو دوسرے مذاہب کے پیرو باقی رہیں گے وہ نہایت کم ہوں گے اور نہایت ادنیٰ حالت میں ہوں گے اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ آئندہ

دنیا کی اصلاح کے لئے آپؑ کی ذریت اور آپ کی نسل میں سے ایک شخص کو کھڑا کرے گا جو آپؑ کے کام کو تکمیل تک پہنچائے گا اور یہ بھی کہ بادشاہ اور امیر آپ پر ایمان لائیں گے اور اسقدر اخلاص ان میں پیدا ہو گا کہ وہ آپؑ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے اور یہ بھی کہ جو بادشاہتیں آپ کی جماعت کی ترقی میں روک ہوں گی اور آپ کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا پسند نہ کریں گی وہ کاٹی جائیں گی اور ان کا نام صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے سے دنیا میں عدل اور انصاف اور محبت کو قائم کرے گا اور خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک نہ ٹوٹنے والا رشتہ قائم ہو گا اور لوگ اپنی سرکشیوں سے باز آجائیں گے اور نیکی اور تقویٰ کا زمانہ دُنیا میں جاری ہو گا اور انسان اپنی پیدائش کے مقصد کو پالے گا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی غرض پوری ہو گی جو اس مرتبت کا رسول ہے کہ آپؑ باوجود اس شان کے جو خدا نے آپؑ کو دی اور جو دُنیا نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کی اور آئندہ کرے گی اس کے غلام اور اس کے شاگرد ہیں۔

سو مبارک ہیں وہ جو ان نشانات سے جو پورے ہو چکے فائدہ اُٹھاتے ہیں اور خدا سے صلح کر کے اس کے غضب سے محفوظ ہوتے ہیں۔

دعوت الی الاسلام

اے شہزادۂ بالا بخت! آخر میں ہم آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ کوئی عزت نہیں مگر وہی جو خدا سے ملے اور کوئی رُتبہ نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ دے اور کوئی سُکھ نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہو۔ پس ہم آپ کو اس صداقت کی دعوت دیتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف آج سے تیرہ سو سال پہلے بھیجی اور جس کے قیام اور جس کے پورا کرنے کے لئے اس نے اس وقت مسیح موعودؑ کو نازل کیا ہے۔ بیشک مسیحی اقوام کے لئے یہ نہایت تلخ ہے کہ وہ انیس سو سال تک انتظار کرنے کے بعد مسیح کے وجود کو دوسرے کسی مذہب کے پیروؤں میں پائیں اور ان کی حمیّت اور غیرت کو اس سے صدمہ پہنچتا ہے۔ مگر مبارک وہی ہے کہ جو خدا کی مرضی کو قبول کرے اور اس کی حکمتوں پر اعتراض نہ کرے اور اپنی عزت اور اپنی غیرت اور اپنی خواہش پر اس کی رضا کو مقدم کرے کیونکہ اسی کے لئے دائمی نجات ہے اور وہی ابدی خوشی کو پائے گا۔ پہلوں نے اپنی غیرت کو خدا کی مرضی پر مقدم کر کے کیا سکھ پایا کہ آئندہ اور لوگ پائیں گے؟ یہود نے یوحنا کو ایلیاء تسلیم کرنا اپنی روایات کے خلاف سمجھا اور اللہ تعالیٰ کے منشاء کو قبول نہ کیا اور وہ آج تک مسیح کے انتظار میں ہیں۔ انتظار کا وقت لمبا ہو گیا

مگر آنے والا ابھی نہیں آیا کیونکہ وہ جو آچکا دوبارہ کیونکر آئے؟ قیامت تک وہ لوگ انتظار کرتے چلے جائیں گے اور کوئی ایلیاء آسمان سے نازل نہ ہوگا اور نہ کوئی مسیح آئے گا اور وہ اپنی ضد کی وجہ سے آسمان کی بادشاہت سے ہمیشہ کے لئے محروم رہیں گے۔ اسی طرح اگر مسیحی ضد کریں گے اور آسمانی نشانوں کو رد کریں گے اور ان سے آنکھیں بند کر لیں گے تو ان کے لئے بھی قیامت تک انتظار کرنا ہوگا جو آنے والے تھے آچکے۔ وہ بھی آگیا جسے خدا کے نام پر آنا تھا اور جس نے موسیٰ کی طرح شریعت کا کلام پانا تھا اور وہ بھی آچکا جس نے مسیح کا نام پاکر آنا تھا اور روح حق کی تصدیق کرنی تھی اور اس کے مقصد کی اشاعت کرنی تھی۔ اب ان کے بعد نہ کوئی تسلی دہندہ آئے گا اور نہ کوئی مسیح۔ قیامت تک لوگ انتظار کرتے چلے جائیں سوائے انتظار کی تلخی کے ان کو کچھ نہ ملے گا۔ آنیوالے نے جیسا کہ لکھا تھا مسیح کا نام پاکر آنا تھا نہ کہ خود مسیح نے اور اس کی بعثت اسی طرح ہونی تھی جس طرح یوحنا بپتسمہ دینے والے کی ایلیاء کے رنگ میں ہوئی۔

اے شہزادۂ عالی قدر! جب کوئی بات دلائل سے ثابت ہو جائے تو شک و شبہ سے اس کو باطل کرنا خود اپنا نقصان کرنا ہوتا ہے لوگ چاہتے ہیں کہ اسلام کی شکل کو مسلمانوں کے اعمال یا موجودہ خیالات سے بدنما کر کے دکھائیں۔ لیکن جب قرآن کریم خود موجود ہے، جب رسولِ اسلام کے اپنے منہ کے الفاظ موجود ہیں تو پھر لوگوں کی باتوں کی طرف جانے کی ہمیں کیا ضرورت ہے؟ کیا سورج کی موجودگی میں ہم لوگوں سے اس کے وجود کی تشریح پوچھا کرتے ہیں؟ یا چاند کے ہوتے ہوئے اس کی روشنی کی کیفیت روایت سے ثابت کیا کرتے ہیں؟ قرآن کریم کی تعلیم جیسا کہ میں پہلے مختصراً بیان کر چکا ہوں ایسی ہے کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ اپنی خوبی میں سورج کی طرح چمکتی ہے اور اس کے مقابلہ میں سب تعلیمیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ نہ اس لئے کہ ان نبیوں نے وہ تعلیمیں اپنی طرف سے بنائی تھیں بلکہ اس لئے کہ وہ یا تو خاص وقتوں کے لئے تھیں یا بعد میں لوگوں نے ان میں اپنے خیالات ملا کر ان کو بگاڑ دیا ہے لیکن قرآن کریم کی تعلیم ہر زمانہ کے لئے ہے اور مکمل ہے۔ اس میں نہ ایک شعشہ کی تبدیلی کی ضرورت ہے اور نہ گنجائش ہے اور نہ اس کی تعلیم میں انسان کے ہاتھوں نے کوئی تبدیلی پیدا کی ہے۔

اے شہزادۂ بلند اقبال! آپ دیکھیں کہ کس طرح لوگوں نے خدا کے نوشتوں کو بگاڑ دیا ہے وہ نبیؑ جو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے جلال کے قیام کے لئے آیا تھا۔ اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ واقع میں خدا کا بیٹا ہونے کا مدعی تھا اور یہ کہ خدا کے ساتھ مسیح اور روح القدس بھی الوہیت

کی چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔ اس سے زیادہ ظلم اور اندھیر اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور اس سے زیادہ نافرمانی اور بغاوت کی کیا مثال ہو سکتی ہے؟ بادشاہ اور اس کی رعایا کو ایک کر دینا اور آقا اور نوکر کو ملا دینا اور خالق اور مخلوق کو برابری کا درجہ دے دینا سب سے بڑا ظلم ہے جس سے بڑھ کر مذہب میں رہ کر اور کوئی گناہ نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ سب کچھ مسیح علیہ السلام کے نام پر کیا جاتا ہے اور اسے عین صداقت سمجھا جاتا ہے۔

اسی طرح خود نجات حاصل کرنے کے لئے خدا کے ایک مقرب کو لعنت کی موت مارا جاتا ہے اور اس پر لعنت کا بوجھ لادا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ تین دن رات اسی حالت میں رہا اور اس عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے خدا کو جس کا رحم دنیا کے ہر انتظام میں نظر آرہا ہے رحم سے جواب دیا جاتا ہے اور ایک ادنیٰ انسان سے بھی اس کے اخلاق گرائے جاتے ہیں۔ گویا ہم تو اپنے مجرموں کے گناہ معاف کر سکتے ہیں مگر وہ مالک ہو کر بھی معاف نہیں کر سکتا۔

اسی طرح کہا جاتا ہے کہ خدا کی شریعت لعنت ہے گویا نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور دیگر انبیاء خدا کی لعنتیں لے کر دنیا میں آئے تھے لیکن کوئی نہیں بتاتا کہ خدا کے کلام کا کونسا حصہ لعنت ہے؟ کیا یہ لعنت ہے کہ کہا تھا کہ چوری نہ کر، زنا نہ کر اور کسی کو قتل نہ کر؟ یا یہ لعنت ہے کہ کہا گیا تھا کہ جھوٹ نہ بول اور ظلم نہ کر اور دوسروں کے حق نہ مار؟ یا یہ لعنت ہے کہ کہا گیا تھا کہ بد اخلاقی نہ کر اور غیبت نہ کر اور فساد نہ کر؟ یا یہ لعنت ہے جو کہا گیا تھا کہ سچ بول اور لوگوں سے محبت کر اور گناہ گاروں کے گناہ معاف کر؟ یا یہ لعنت ہے کہ بنی نوع انسان کی خیر خواہی کر اور خوش خلقی سے پیش آ۔ اور بیکسوں اور مسکینوں کو اپنے مال میں شریک کر؟ یا یہ لعنت ہے کہ صداقتوں سے پیار کر اور علوم کو حاصل کر اور ایک خدا کی پرستش کر اور اس کا شریک کسی کو قرار نہ دے؟ یا یہ لعنت ہے کہ ہر ایک ظالم سے مظلوم کے حقوق دلوائے جائیں۔ شریروں کو دوسروں پر ظلم نہ کرنے دیا جائے؟ آخر وہ کونسا حکم شریعت کا لعنت ہے جس سے مسیح علیہ السلام نے آکر بچا لیا؟ کیا پھر خدا تعالیٰ کی عبادات یا بعض احتیاطیں کھانے کے متعلق لعنت ہیں؟ کیا فریسی اور فقیہی لوگ اور پہلے لوگ ان عبادتوں کے نہ کرنے کی وجہ سے یا ان کھانوں کے کھا لینے کے سبب سے خدا کے مغضوب ہوئے تھے؟ کہ انکو دُور کر کے مسیح علیہ السلام نے دنیا کو لعنت سے بچا لیا؟ مسیح علیہ السلام تو خود مانتے ہیں کہ عبادات کے احکام وہ خوب بجا لاتے تھے اور کھانے بھی وہ شریعت کے مطابق کھاتے تھے پھر ان احکام کی خلاف ورزی تو ان کو جہنم میں لے جانے کا باعث نہیں ہو سکتی تھی

کیونکہ وہ ان احکام کی خلاف ورزی نہ کرتے تھے بلکہ اخلاقی احکام کی خلاف ورزی کرتے تھے لیکن کیا مسیح علیہ السلام کی آمد سے وہ احکام بھی معاف ہو گئے ہیں؟ اگر نہیں تو کون سی لعنت ہے جو مسیح علیہ السلام نے اٹھالی؟

اصل بات یہی ہے کہ دل مرگئے ہیں اور خدا کے احکام سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ان کو لعنت کہا جاتا ہے اور بے گناہ مسیح کو گناہ میں ملوث کیا جاتا ہے ورنہ خود شریعت کو لعنت قرار دینے والے شریعت کے احکام سے کہیں زیادہ قانون بنا رہے ہیں۔

غرض دین بگڑ گئے حالتیں اور بدل گئیں۔ اس لئے ضرور تھا کہ خدا تعالیٰ کی توحید کے قائم کرنے کے لئے اور اس کو خدا کے احکام پر چلانے کے لئے پھر کوئی ہدایت آتی اور وہ اسلام ہے۔

مگر اے صاحب رفعت شہزادہ! ان جھگڑوں میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں مسیح علیہ السلام نے سچ اور جھوٹ میں فرق کرنے کے لئے خود ایک معیار مقرر کر دیا ہے اور وہ اب تک انجیل میں لکھا ہوا موجود ہے مگر لوگ آنکھیں رکھتے ہوئے اسے نہیں دیکھتے اور دل رکھتے ہوئے اسے نہیں سمجھتے اس نشان کے ماتحت اس امر کا آسانی سے فیصلہ ہو سکتا ہے کہ اس وقت خدا تعالیٰ تک پہنچانے کا ذریعہ اسلام ہے یا مسیحیت؟ اور وہ معیار یہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اچھے درخت میں بُرا پھل نہیں لگتا اور نہ بُرے درخت میں اچھا پھل لگتا۔ پس ہر ایک درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اس لئے کہ لوگ کانٹوں سے انجیر نہیں توڑتے اور نہ جھڑبیری سے انگور توڑتے۔"

(لوقا باب ۶ آیت ۴۳-۴۴ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء)

اور اسی طرح ایمان کے ثمرات کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہوتا تو اگر تم اس پہاڑ سے کہتے کہ یہاں سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جاتا اور کوئی بات تمہاری ناممکن نہ ہوتی۔" (متی باب ۱۷ آیت ۲۰) ؎

پھر دُعا کی قبولیت کے متعلق فرماتے ہیں کہ:۔

"جو کچھ دعا میں ایمان سے مانگو گے سو پاؤ گے۔" (متی باب ۲۱۔ آیت ۲۲)★

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

؎★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزا پور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

"اگر تم میں سے دو شخص زمین پر کسی بات کے لئے میل کر کے دُعا مانگیں وہ میرے باپ کی طرف سے جو آسمان پر ہے ان کے ہو گی" (متی باب ۱۸۔ آیت ۱۹)★

اب اے شہزادہ! اس معیار کے مطابق کون سا مذہب سچا ثابت ہو گا؟ وہ جس نے اس قسم کا انسان پیدا کیا ہے جس کا ہم پہلے ذکر کر آئے ہیں یا وہ جس میں اس کا کچھ بھی نشان نہیں ہے؟ اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے تو اسلام کے اس شیریں پھل کے مقابلہ میں مسیحیت کس پھل کو پیش کرتی ہے؟ اور اگر یہ سچ ہے کہ کانٹوں کو انگور نہیں لگتے تو اسلام اگر جھوٹا ہے تو اس میں انگور کیونکر لگ گئے؟ اور مسیحیت اپنی موجودہ صورت میں خدا تعالیٰ کی پسندیدہ ہے تو اس میں کیوں کانٹے ہی کانٹے پیدا ہوتے ہیں؟ کیا آج ساری مسیحی دنیا میں کوئی ایک بھی شخص ہے جو مسیح موعودؑ سے آدھے نہیں سوویں حصہ کے برابر بھی نشان دکھا سکے بلکہ ایک بھی نشان دکھا سکے؟ حضرت مسیحؑ تو فرماتے ہیں کہ اگر ایک رائی کے برابر بھی تم میں ایمان ہو تو تم بڑے بڑے کام کر سکتے ہو مگر کیا تمام عالم مسیحیت میں ایک بھی آدمی رائی کے دانہ برابر ایمان نہیں رکھتا؟

اے شہزادۂ ویلز! زندہ مذہب اپنی زندگی کے آثار رکھتا ہے اور اسلام کی زندگی کے اثر کو ہم اپنے نفس کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تمام نشانات اور تمام قبولیتیں مسیح موعودؑ کے ساتھ ختم ہو گئیں اگر ایسا ہوتا تو ہم اسلام کو بھی مُردہ مذہب سمجھتے ہم یقین رکھتے ہیں کہ اسلام کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر اب بھی مسیحی دنیا اسلام اور مسیحیت کا اثر دیکھنے کے لئے تیار ہو تو اللہ تعالیٰ اچھے درخت میں اچھے پھل لگا کر دکھا دیگا اور جو اس کا پیارا بیٹا ہے۔ اسے مچھلی کی جگہ سانپ نہیں دے گا نہ روٹی کی جگہ پتھر بلکہ اس کے لئے کھولے گا اور اس کی دعا کو سنے گا۔ پس اے ہمارے واجب التعظیم بادشاہ کے واجب التعظیم ولی عہد! اگر آپ باوجود ان نشانات اور صداقتوں کے جو اوپر مذکور ہوئیں ابھی یہ خیال کریں کہ خدا کے تعلق اور محبت کے معلوم کرنے کے لئے اس وقت بھی کسی نشان کی ضرورت ہے تو ہم آپ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دُعا مانگیں اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرے۔ مثلاً سخت مریضوں کی شفاء کے لئے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے پھر آپ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کس کی سنتا ہے اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کریں گے کیونکہ ان کے

★ نارتھ انڈیا بائبل سوسائٹی مرزاپور مطبوعہ ۱۸۷۰ء

دل محسوس کرتے ہیں کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں تو پھر اے شہزادہ! آپ سمجھ لیں کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے ساتھ اپنی رحمتیں مخصوص کر دی ہیں۔

آخر میں اے مکرم شہزادہ! میں آپ سے التجا کرتا ہوں کہ جس محبت سے خدا کی بادشاہت کی خبر ہم نے آپ کو دی ہے اسی محبت سے آپ اس تمام امر پر غور کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں جیسے ہم ہیں ویسے ہی آپ ہیں۔ اس کی نظروں میں چھوٹے اور بڑے بادشاہ اور رعایا سب برابر ہیں۔ ابدی زندگی کے ہم ہی محتاج نہیں بلکہ آپ بھی اس کے محتاج ہیں اور خدا کی رضا کی ہم ہی کو ضرورت نہیں بلکہ آپ کو بھی ہے۔ دُنیا کی بادشاہتیں فانی ہیں اور اس کی عزتیں آنی۔ وہی دائمی خوشی کا وارث ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو خوش کرتا ہے ہم نے حق آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اس کا قبول کرنا یا نہ کرنا آپ کے اختیار میں ہے۔ مگر ہم آپ سے باادب التجا کرتے ہیں کہ آپ اسلام کے متعلق سنی سنائی باتوں پر نہ جائیں اور دشمن کے اقوال پر اپنے خیالات کی بناء نہ رکھیں۔ اسلام ایک پاک اور بے عیب مذہب ہے اور اس کی تعلیم پر چلنے والے ہمیشہ اچھے سے اچھے پھل کھاتے اور خدا تعالیٰ کی عنایتوں اور شفقتوں سے حصہ لیتے رہتے ہیں۔

اس وقت دُنیا گناہ سے بھر گئی ہے اور نافرمانی اور بغاوت پھیل گئی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑک رہا ہے۔ اب وہ دُنیا کو اپنا چہرہ دکھانا چاہتا ہے اور اس سے اپنا وجود منوانا چاہتا ہے دنیا نے شرک کے راستہ پر بڑھ بڑھ کر قدم مارا اور انکار پر اصرار کیا اور خدا کے کلام کی ہتک کی اور اس کی ملاقات کے خیال کو دل سے بھلا دیا اور قیامت کو ہنسی ٹھٹھا سمجھا اور مادیت کا زنگ اس کے دل پر لگ گیا اور لوگوں نے خیال کیا کہ اس کے انبیاء محض طلیق اللسان انسان تھے جنہوں نے لوگوں کو حدود کے اندر رکھنے کے لئے مذہب کی روک بنا دی تھی اور وہ خیال کرنے لگی ہے کہ وہ خدا کو بھی سبق پڑھا سکتی ہے اور اس کے کلام پر بھی حکومت کر سکتی ہے۔

عیاشی بڑھ گئی ہے اور دنیا کی محبت دلوں میں گھر کر گئی ہے۔ ایک عاجز انسان کو خدا تعالیٰ کا شریک قرار دیا جاتا ہے اور اس سزا کو جو مسلمانوں کو اسلام کی طرف سے منہ پھیر لینے کی وجہ سے مل رہی تھی اپنی سچائی کی علامت سمجھا جا رہا ہے اور کروڑوں روپیہ اس لئے خرچ کیا جا رہا ہے کہ تا لوگ ایک خدا کی پرستش چھوڑ دیں۔ خدا تعالیٰ نے ان باتوں پر ایک لمبے عرصہ تک صبر کیا اور جب لوگ اس کے پچھلے کلام سے فائدہ اُٹھانے کی طرف متوجہ نہ ہوئے تو اس نے اپنا موعود رسول بھیجا تاکہ اس کی باتوں سے لوگ متاثر ہوں اور اس کے ہاتھ پر نشان پر نشان اور معجزہ پر معجزہ

دکھایا اور اس نے کمال محبت اور ہمدردی کے ساتھ دنیا کو امن کی طرف لانا چاہا اور جب لوگ باز نہ آئے تو پھر تہدید بھی کی اور کہا کہ :-

" اے یورپ! تُو بھی امن میں نہیں اور اے ایشیا! تُو بھی محفوظ نہیں اور اے جزائر کے رہنے والو! کوئی مصنوعی خدا تمہاری مدد نہیں کریگا۔ مَیں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں اور آبادیوں کو ویران پاتا ہوں وہ واحد یگانہ ایک مدت تک خاموش رہا اور اس کی آنکھوں کے سامنے مکروہ کام کئے گئے اور وہ چُپ رہا مگر اب وہ ہیبت کے ساتھ اپنا چہرہ دکھلائے گا جس کے کان سننے کے ہوں سنے کہ وہ وقت دُور نہیں مَیں نے کوشش کی کہ خدا کی امان کے نیچے سب کو جمع کروں پر ضرور تھا کہ تقدیر کے نوشتے پورے ہوتے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے۔ نوحؑ کا زمانہ بھی تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھ لوگے مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے۔ جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اس سے نہیں ڈرتا وہ مردہ ہے نہ کہ زندہ۔"★

مگر لوگوں نے پھر بھی توجہ نہ کی اور فاتح اور غالب اپنی فتح اور غلبہ کے گھمنڈ میں رہے اور مغلوب اور مفتوح اپنے دنیاوی شکووں کا رونا روتے رہے۔ باوجود جگانے کے لوگ نہ جاگے اور باوجود بُلانے کے لوگ نہ آئے اور باوجود خدا تعالیٰ کے جلوہ گر ہونے کے لوگوں نے اس کی طرف آنکھ اُٹھا کر نہ دیکھا اور باوجود اس کے ہوشیار کرنے کے وہ ہوشیار نہ ہوئے۔

پس اب اس نے ارادہ کیا ہے کہ اگر لوگ اس کے حق کو تسلیم نہ کریں گے اور اس کے دین کو قبول نہ کریں گے اور اس کے مأموروں پر ایمان نہیں لائیں گے تو وہ ان پر عذاب پر عذاب نازل کریگا اور ان کو دُکھ پر دُکھ پہنچائے گا اور اس وقت تک نہیں باز آئے گا جب تک وہ اس کے احکام کو قبول نہ کریں اور اس کی بادشاہت کو تسلیم نہ کریں جبکہ ادنےٰ سے ادنےٰ حاکم پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس سے منہ پھیر کر دوسروں کی طرف توجہ کریں تو وہ جو احکم الحاکمین ہے کب برداشت کر سکتا ہے؟ جب تک خدا کا مُرسل نہیں آیا تھا لوگوں کے لئے فیصلہ کرنا مشکل تھا مگر اب کسی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں۔ سُورج سر پر آگیا ہے اور اندھیرا جاتا رہا ہے اور وہ لوگ جو آنکھیں کھولتے ہیں خدا کے جلال کو دیکھتے ہیں۔

آہ! لوگ نہیں سوچتے کہ جس کی یاد میں کروڑوں انسان گزر گئے اس کا زمانہ خدا تعالیٰ نے

★ حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۶۹

ان کو دیا ہے۔ جو آج سے پہلے مر چکے ان میں سے بہت ہوں گے جو خواہش کرتے ہوں گے کہ کاش! ہم سے سب کچھ لیا جاتا اور مسیح کا زمانہ ہم کو مل جاتا اور جو آئندہ آئیں گے لیکن دیر کے بعد پیدا ہوں گے وہ بھی خواہش کریں گے کہ کاش! ہم سے سب نعمتیں لے لی جاتیں مگر خدا کے مرسل کا قرب پاتے۔

پس اے شہزادۂ والا جاہ! اس وقت کو غنیمت سمجھئے اور ان نشانوں پر یقین لائیے جو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں دکھائے ہیں اور اس کی بادشاہت میں داخل ہو جائیے کہ خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا سب بادشاہتوں سے بڑا ہے باقی سب بادشاہتیں چھوڑنی پڑتی ہیں مگر یہ بادشاہت کبھی نہیں چھڑائی جاتی۔ باقی سب بادشاہتوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ ایک کے بعد دوسرا وارث ہو لیکن اس بادشاہت کے ایک ہی وقت میں باپ اور بیٹا اور سب جو ان کے ساتھ شامل ہونا چاہیں وارث ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی رحمتوں کے دروازے کھل رہے ہیں ان میں داخل ہو جائیے اور اگلی زندگی کے لئے سامان جمع کر لیجئے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے جس قدر زیادہ نعمتیں دی ہیں اسی قدر اس کے مطالبات بھی آپ سے زیادہ ہیں کیونکہ وہ جس کو زیادہ دیتا ہے اس سے پوچھتا بھی ہے کہ میرے ان احسانات کی تو نے کیا قدر کی؟ پس اللہ تعالیٰ کے احسانات پر نظر کرتے ہوئے اس کی اطاعت میں دوسروں سے زیادہ کوشش کیجئے اور اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہئے آپ نے دیکھا کہ جنگ کے موقع پر آپ کے والد حضور ملک معظم کی آواز پر کس طرح دنیا کے دور کناروں سے لوگ لبیک کہتے ہوئے دوڑ پڑے تھے۔ پس جس طرح آپ کی رعایا نے اپنے بادشاہ کی آواز پر سب کام چھوڑ کر اس آواز کا رُخ کر لیا۔ آپ بھی اس بادشاہ کی آواز پر جو ہمارا اور آپ کا دونوں کا بادشاہ ہے دنیا کی سب روکوں کو دُور کر کے لبیک کا نعرہ لگاتے ہوئے اس کی طرف دوڑ پڑیں تا جس طرح خدا نے آپ کو دنیا کی نعمتیں دی ہیں دین میں بھی حصہ وافر عطا فرماوے۔

خدا تعالیٰ نے دُنیا میں ہدایت کا ایک محل تیار کیا ہے اور ایک بڑی دعوت کا سامان کر کے اپنے بندوں کو بلایا ہے خواہ بادشاہ ہوں یا غیر بادشاہ اور ہم لوگ اس عقیدت کی وجہ سے جو ہمیں آپ کے خاندان سے ہے چاہتے ہیں کہ آپ اس سے محروم نہ رہ جائیں اس لئے اے شہزادہ ویلز! ہم بصد محبت و اخلاص آپ کو اس امر کی اطلاع دیتے ہیں ہم نے آپ کے لئے دروازہ کھول دیا ہے۔ دنیا کی باتوں کی پرواہ نہ کیجئے آگے بڑھئے اور زمین و آسمان کے بادشاہ پہلوں اور پچھلوں کے بادشاہ اور اس جہان اور دوسرے جہان کے بادشاہ کے بلاوے کو قبول کرتے ہوئے اس کے

گھر میں داخل ہو جائیے اور اس کی دعوت سے حصہ لیجئے!!

اَھْلاً وَّ سَھْلاً وَّمَرْحَبًا

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

شہزادۂ معظم! اگر آنجناب اس کتاب کو مطالعہ کرنے کے بعد دین اسلام کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنا چاہیں اور اپنی پسندیدگی اور اجازت سے مطلع فرمادیں تو میں آپ کی خدمت میں اسلام کے متعلق اور کتابیں بھیجنا اپنے لئے باعث فخر سمجھوں گا۔

خاکسار

مرزا محمود احمد

ہزرائل ہائنیس پرنس آف ویلز

کی خدمت میں جماعتِ احمدیہ کا ایڈریس

۲۷ ؍فروری ۱۹۲۲ء کو بوساطت گورنمنٹ پنجاب حسب ذیل ایڈریس قائم مقامان جماعت احمدیہ کی طرف سے ہزرائل ہائنیس پرنس آف ویلز کی خدمت میں پیش ہؤا۔

جناب شہزادہ ویلز! ہم نمائندگان جماعت احمدیہ جناب کی خدمت میں جناب کے ورودِ ہندوستان پر تہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ اور گو ہم وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں جناب کے خاندان سے اپنی دلی وابستگی کا اظہار کماحقہٗ کر سکیں لیکن مختصر لفظوں میں ہم جناب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے اس لئے ممکن ہے کہ جناب کو پوری طرح ہماری جماعت کا علم نہ ہو اس لئے ہم مختصراً اپنے متعلق جناب کو کچھ علم دے دینا ضروری سمجھتے ہیں کیونکہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وسیع ملک کی حکومت کی باگ آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور بادشاہ کی حکومت کے استحکام میں جو امر بہت ہی ممد ہوتے ہیں ان میں سے اپنی رعایا کے مختلف طبقوں کا علم بھی ہے۔

حضور عالی! ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہمیں دوسری جماعتوں سے امتیاز اپنے مذہبی عقائد

کی وجہ سے ہے ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے کیونکہ ہم ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے اس وقت کے مأمور حضرت مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے ماننے والے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت مسیحؑ کا انکار کر دیا تھا اس کے منکر ہیں ہمارا یقین ہے کہ آنے والا مسیح مسیحؑ کے رنگ میں آنیوالا تھا نہ کہ خود مسیحؑ نے آنا تھا۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد اکتیس سال سے پڑی ہے اور باوجود سخت سے سخت مظالم کے جو ہمیں برداشت کرنے پڑے ہیں اس وقت ہندوستان کے ہی ہر ایک صوبہ میں ہماری جماعت نہیں ہے بلکہ سیلون، افغانستان، ایران، عراق، عرب، روس، ماریشس، نیٹال، ایسٹ افریقہ، مصر، سیرالیون، گولڈکوسٹ، نائیجیریا، یونائیٹڈ سٹیٹس اور خود انگلستان میں ہماری جماعت موجود ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین کے قریب لوگ اس جماعت میں شامل ہیں اور یہی نہیں کہ صرف مختلف ممالک کے ہندوستانی ساکنین ہی اس جماعت میں شامل ہیں بلکہ خود ان ممالک کے رہنے والے اس جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن کے علاقہ پٹنی میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور انگلستان کے قریباً دو سو آدمی اس سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور اسی طرح یونائیٹڈ سٹیٹس کے لوگوں میں بھی یہ سلسلہ پھیل رہا ہے اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ایک وقت یہ سلسلہ سب جہان میں پھیل جائے گا۔

حضور عالی! ان مختصر حالات کے بتانے کے بعد ہم جناب کو بتانا چاہتے ہیں کہ ہماری وفاداری جناب کے والد مکرم سے کسی دنیاوی اصل پر نہیں ہے اور نہ کوئی دنیاوی طمع اس کا موجب ہے۔ جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت جماعت ہم کرتے ہیں اسکے بدلہ میں کبھی کسی بدلہ کے طالب نہیں ہوئے ہماری وفاداری کا موجب ایک اسلامی حکم ہے جس کے متعلق بانی سلسلہؑ نے ہمیں سخت تاکید کی ہے کہ کبھی اسے نظر انداز نہ ہونے دیں اور وہ یہ حکم ہے کہ جو حکومت ہمیں مذہبی آزادی دے اس کی ہمیں ہر حالت میں فرمانبرداری کرنی چاہئے اور اگر کوئی حکومت ہمارے مذہبی فرائض میں دست اندازی کرے تو بجائے اس کے ملک میں فساد ڈلوانے کے اس کے ملک سے ہمیں نکل جانا چاہئے۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی مذہبی آزادی حاصل ہے حتّٰی کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے مگر

تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جاکر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اسقدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رو یہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو حضور عالی! ہماری فرمانبرداری مذہبی امور پر ہے اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کس قدر ہی اختلاف کریں کبھی اس کے خلاف کھڑے نہیں ہو سکتے کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کی رُو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کرکے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزارہا دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے اُمید رکھتے ہیں کہ وہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے بھی زیادہ توفیق دیگا جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے۔ ہم اس امر کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ اختلاف سیاسی کی بناء پر ملک کے امن کو برباد کیا جائے ہمارا مذہب تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر مذہبی ظلم بھی ہو تب بھی اس ملک کا امن برباد نہ کرو بلکہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں چلے جاؤ۔ لوگ ہمارے ان خیالات پر ہمیں قوم اور ملک کا بدخواہ کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کا خوشامدی سمجھتے ہیں اور بعض بیوقوف یا موقع کا متلاشی قرار دیتے ہیں۔ مگر اے شہزادۂ مکرم! ہم لوگوں کی باتوں سے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دنیا ہمیں کچھ کہے جبکہ ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم امن کو برباد نہ ہونے دیں اور صلح کو دنیا پر قائم کریں اور تمام نوع انسان میں محبت پیدا کرکے انہیں باہم ملا دیں تو ہم صلح اور محبت کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے ہم بہرحال اپنے بادشاہ کے وفادار رہیں گے اور اس کے احکام کی ہر طرح فرمانبرداری کریں گے۔

حضور عالی! آپ نے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کرکے جو ان لوگوں کے حالات سے آگاہی حاصل کرنی چاہی ہے جن پر کسی آئندہ زمانہ میں حکومت کرنا آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس قربانی اور ایثار کو ہم لوگ شکر اور امتنان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کوئی شخص جو ذرہ بھر بھی حق

اور اس کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے آپ کے اس سفر کو کسی اور نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا پس ہم لوگ آپ کی اس ہمدردی اور ہمارے حالات سے دلچسپی رکھنے پر آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنے باپ کی رعایا کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہے وہ بھی آپ پر اپنی محبت کی نگاہ ڈالے۔

حضور عالی! ہماری جماعت نے جناب کے ورودِ ہندوستان کی خوشی میں جناب کے لئے ایک علمی تحفہ تیار کیا ہے یعنی اس سلسلہ کی تعلیم اور اس کے قیام کی غرض اور دوسرے سلسلوں سے اس کا امتیاز اور بانیٔ سلسلہؑ کے مختصر حالات اس رسالہ میں لکھے ہیں اور اس میں جناب ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے موجودہ امام نے اسے لکھا ہے اور تیئیس ہزار آدمیوں نے اس کی چھپوائی میں حصہ لیا ہے تاکہ ان کے خلوص کے اظہار کی یہ علامت ہو اور ابھی وقت کی قلت مانع رہی ہے ورنہ اس سے بہت زیادہ لوگ اس میں حصہ لیتے۔

حضور شہزادہ والا تبار! ہم یہ تحفہ بوساطت گورنمنٹ پنجاب حضور میں پیش کرتے ہیں اور ادب و احترام کے ساتھ ملتجی ہیں کہ کچھ وقت اس کے ملاحظہ کے لئے وقف فرمایا جائے۔

آخر میں پھر ہم جناب کو تہ دل سے ورودِ ہندوستان اور پھر ورودِ پنجاب پر جو مرکز سلسلہ احمدیہ ہے خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد مکرم سے ہماری طرف سے عرض کر دیں کہ ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری ناطاقتی اور قلت تعداد کے ہر وقت جناب کے لئے اپنا مال و جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور ہر حالت میں آپ اس جماعت کی وفاداری پر اعتماد کر سکتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے قدم کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلائے اور ہر ایک آفت زمانہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ اپنی مدد اور نصرت کا دامن آپ کے سر پر پھیلائے۔

۱؎ VICTORIA, QUEEN سلطنت انگلستان کی ملکہ اور قیصرۂ ہند۔ ۱۸۳۷ء میں تاج پوشی ہوئی۔ ۱۸۴۰ء میں شہزادہ البرٹ آف سیکس کوبرگ سے شادی ہوئی۔ ۱۸۷۶ء میں قیصرۂ ہند کا خطاب ملا۔

(انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۲۳ صفحہ ۱۲۴ تا ۱۳۰)

۲؎ EDWARD VII گریٹ بریٹن اور آئرلینڈ کا بادشاہ ہندوستان کا حکمران۔ ملکہ وکٹوریہ کا بڑا بیٹا جو ملکہ کی وفات کے بعد سلطنت کا جانشین ہوا۔ ویسٹ منسٹر ایبے میں تاج پوشی ۹؍ اگست ۱۹۰۲ء کو ہوئی جبکہ دہلی (ہندوستان) میں

۱۹۰۳ء کو ہوئی ۔ (انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۸ صفحہ ۱۰)

[۳] حبیب اللہ خان (عہدِ حکومت ۱۸۷۲ء - ۱۹۱۹ء) والئ افغانستان - اپنے والد امیر عبدالرحمٰن کی وفات کے بعد یکم اکتوبر ۱۹۰۱ء میں مسند نشین ہؤا - اسی کے عہد میں ڈیورنڈ لائن کا تعین کیا گیا اور برطانیہ نے افغانستان کو آزادی دینے کا وعدہ کیا - ۲۰ر فروری ۱۹۱۹ء کو اس نے وادی النگار (ALINGAR) میں قلعہ السراج (لغمان) کے قریب گوش میں پڑاؤ ڈال رکھا تھا کہ اسے قتل کر دیا گیا -

(اردو جامع انسائیکلو پیڈیا جلد اصفحہ ۵۳۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۷ء - اُردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۷ صفحہ ۸۸۶، ۸۸۷ مطبوعہ دانش گاہ پنجاب لاہور)

[۴] (UNDER THE ABSOLUTE AMIR By FRANK A. MARTIN P-203 PUBLISHED IN 1907)

[۵] (UNDER THE ABSOLUTE AMIR By FRANK A. MARTIN P-203,204 PUBLISHED IN 1907)

[۶] (UNDER THE ABSOLUTE AMIR By FRANK A. MARTIN P-204 PUBLISHED IN 1907)

قائم مقامان جماعت احمدیہ

۱۔ سردار امام بخش خان تمندار کوٹ قیصرانی۔ ضلع ڈیرہ غازیخان
۲۔ خان محمد علی خان جاگیر دار مالیر کوٹلہ
۳۔ خان بہادر راجہ پائندا خان جنجوعہ آف دارالپور جہلم
۴۔ مرزا بشیر احمد ایم اے۔ خلف الرشید بانی سلسلہ احمدیہ
۵۔ مرزا شریف احمد آنریری رسالدار۔ خلف الرشید بانی سلسلہ احمدیہ
۶۔ غلام محمد خان آنریری کیپٹن۔ ضلع جہلم
۷۔ غلام محمد خان آنریری لفٹیننٹ۔ ضلع جہلم
۸۔ خان بہادر محمد حسین بی اے ریٹائرڈ سب جج علی گڑھ
۹۔ خان بہادر عبدالحق آنریری مجسٹریٹ پیلی بھیت
۱۰۔ خان صاحب۔ نعمت اللہ خان آنریری مجسٹریٹ جالندھر
۱۱۔ ملک مولا بخش آنریری مجسٹریٹ۔ گورالی۔ گجرات
۱۲۔ سیٹھ عبداللہ الہ دین سوداگر۔ سکندر آباد
۱۳۔ چوہدری نصراللہ خان پلیڈر ہائی کورٹ سیالکوٹ
۱۴۔ چوہدری ظفر اللہ خان بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بیرسٹرایٹ لاء لاہور
۱۵۔ خان صاحب چوہدری فتح محمد خان ذیلدار و آنریری مجسٹریٹ گجرات
۱۶۔ فتح محمد خان صوبیدار میجر پنشنر۔ ضلع جہلم
۱۷۔ پیر اکبر علی ممبر لیجسلیٹو کونسل پنجاب
۱۸۔ مرزا ناصر علی پلیڈر ہائی کورٹ۔ فیروزپور
۱۹۔ قاضی محمد شفیق ایم اے ایل۔ ایل۔ بی پلیڈر پشاور
۲۰۔ میاں محمد صدیق۔ سوداگر کلکتہ
۲۱۔ میاں محمد عیسیٰ بی اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ کلکتہ
۲۲۔ مولوی سید محمد سرور شاہ پرنسپل احمدیہ دینی کالج قادیان

۲۳۔ میاں محمد ابراہیم سوداگر چرم ۔ لاہور
۲۴۔ سید بشارت احمد سیکرٹری انجمن احمدیہ ۔ حیدر آباد دکن
۲۵۔ مولوی عبد الماجد پروفیسر جوبلی کالج ۔ بھاگلپور
۲۶۔ حافظ نور محمد سوداگر ناگپور
۲۷۔ محمد امیر خان ڈیروگڈھ ۔ آسام
۲۸۔ ای عبد القادر کٹی ۔ سوداگر رنگون ۔ برما
۲۹۔ حافظ محمد اسحق ۔ انجینئر بمبئی
۳۰۔ پروفیسر محمد ایم اے ۔ مدراس
۳۱۔ خان غلام اکبر خان جج ہائی کورٹ ۔ حیدر آباد دکن
۳۲۔ جنرل اوصاف علی خان سی ۔ آئی ۔ ای ۔ نابھہ سٹیٹ
۳۳۔ میاں الٰہی بخش رسالدار میجر امرتسر
۳۴۔ مولوی رحیم بخش* ایم اے ۔ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح
۳۵۔ چوہدری فتح محمد سیال ایم اے ۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان
۳۶۔ مولوی شیر علی بی اے ۔ ناظر اعلیٰ قادیان
۳۷۔ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ سابق وائس پرنسپل سلطانیہ کالج شام
۳۸۔ مولوی محمد دین بی اے ۔ ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان
۳۹۔ مولوی ذوالفقار علی خان آف رامپور ۔ ناظر امور عامہ
۴۰۔ خلیفہ رشید الدین ایل ۔ ایم ۔ ایس ۔ جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

◎

---

* عبد الرحیم صاحب درد

قبولیت تحفہ

نمبر ۹۳۸ پی پرنس آف ویلز کیمپ ہند

منجانب چیف سیکرٹری ہزرائل ہائنس شہزادہ ویلز

بخدمت ذوالفقار علی خان ایڈیشنل سیکرٹری جماعتِ احمدیہ

قادیان پنجاب مؤرخہ یکم مارچ ۱۹۲۲ء

جناب من ! حسب الحکم ہزرائل ہائنس شہزادہ ویلز میں ممبران جماعت احمدیہ کے اس خیر مقدم کے ایڈریس کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو گورنمنٹ پنجاب کی وساطت سے حضور شہزادہ ویلز کو پہنچا ہے ہزرائل ہائنس شہزادہ ویلز نے شوق و دلچسپی کے ساتھ سلسلہ احمدیہ کی ابتداء اور تاریخ کے حالات کا آپ کے ایڈریس میں مطالعہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں جب وہ اس نہایت خوبصورت کتاب میں جو ممبران جماعت احمدیہ کے چندہ سے بطور تحفہ پیش کی گئی ہے سلسلہ کی تفصیلی تاریخ کا مطالعہ فرمائیں گے ۔ ہزرائل ہائنس نہایت گرمجوشی کے ساتھ اس وفادارانہ جذبہ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں جس نے آپ کے ہزار ہا ہم عقیدہ اصحاب کو اس تحفہ کے پیش کرنے پر آمادہ کیا ہے اور حضور شہزادہ ویلز کی خوشی اس نشان وفاداری کے قبول کرنے میں اور بھی زیادہ بڑھ گئی ہے کیونکہ آپ کو ہز ایکسلنسی گورنر پنجاب کی طرف سے یہ علم دیا گیا ہے کہ جنگ عظیم کے دوران میں اور نیز اس کے بعد آنے والے سخت ایام میں جماعت احمدیہ نے تاج و سلطنت برطانیہ کی وفاداری میں غیر متزلزل ثبات دکھایا ہے مجھے حضور شہزادہ ویلز کی طرف سے حکم ملا ہے کہ میں آپ کو یقین دلاؤں کہ نظر بایں حالات جماعت احمدیہ کو حضور شہزادہ ویلز کے التفات محبت آمیز کا ہمیشہ پورا یقین رکھنا چاہیئے ۔

مَیں ہوں جناب کا نیاز مند خادم ؛ جی ایف ڈی مانٹ مورنسی

چیف سیکرٹری ہزرائل ہائنس پرنس آف ویلز